

مقیاسِ جنت

بجواب

بابِ جنت

مصنف

جاوید اسلم رضوی

گورنمنٹ کالج - جھنگ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للہ کہ رسالہ دشتِ حجابیت کا قبلہ مسی بہ

مقیاسِ جنت

المعروف

مسلکِ الجمهور فی مسائل مذکور

تصنیف لطیف : جاوید اسلم رضوی متعلم حل بی۔ اے گورنمنٹ کالج
جھنگ جس میں بڑی محنت کر کے یہ بتایا گیا ہے کہ نہ تو راہِ سنت جاء الحق کا
جواب ہے اور نہ ہی بابِ جنت راہِ جنت کا جواب ہے اور یہ ثابت کیا گیا ہے
کہ علماۓ دیوبند کا مسلک سلفِ صالحین کے خلاف ہے۔ قرینِ مخالف کے مابین
نازِ عالم مولوی سرفراز کی دلیلوں کا مقام بتایا گیا ہے کہ ان کے دلائل کی وقعت،
کیا ہے جنہیں پڑھ کر مخالفین کی اکڑی ہوئی گردنیں جھک جائیں گی اور اہل
سنت کے سینے فخر سے پھولیں گے۔ انشاء اللہ

وجہ تالیف

تمام تفریضیں اس ذات باری تعالیٰ کے لیے جو خالق کائنات ہے درود نامحدود اس محبوب رب درود پر جو وجہ تخلیق کائنات ہے جس کا نام نامی اسم گرامی زمین پر محمد اور عرش پر احمد ہے **مکمل**۔ بعد حمد و ملاء اور کرڑوں رحمتیں ہوں طالع امت پر جنہوں نے قرآن پاک اور حدیث کا صحیح مطلب سمجھایا کے جانتا چاہیے کہ فی زمانہ امت محمدیہ بہت سے تفرقوں میں بٹ چکی ہے جس کی وجہ سے مسلمانوں کا اتحاد پارہ پارہ ہو چکا ہے اور مسلمان سیاسی طور پر بہت کمزور ہو چکے ہیں جنہیں دیکھ کر علامہ اقبالؒ بھی پکار اٹھتے ہیں کہ

فرق بندی ہے کہیں اور کہیں ذاتیں ہیں
کیا زمانے میں پنپنے کی ہی باتیں ہیں

ان فرق بندیوں کو جبری ختم کیا جاسکتا ہے کہ تمام لوگ سلف صالحین کے مسلک کو اپنا لیں۔ لیکن فی زمانہ کچھ لوگ ایسے پیدا ہو چکے ہیں جنہوں نے خود ساختہ معیار شرک و بدعت قائم کیا ہے اور ہر جگہ شرک و بدعت کی تد کرتے رہتے ہیں جو خود کو اہل سنت کہلاتے ہیں لیکن محمد بن عبد الوہاب نجدی اور ابن تیمیہ کے مسلک کو اپنائے ہوئے ہیں اور اس کی تعریف میں زمین و آسمان کے قلابے ملاتے ہیں۔ لیکن مسلمانوں کو درغلانے کے لیے اپنے آپ کو سلفی المشرک کہتے ہیں شیخ محمد ابو ذہرہ پروفیسر لاء کالج جامعہ القاہرہ مصر اپنی کتب المذاهب الاسلامیہ میں لکھتے ہیں کہ پہلے یہ لوگ چوہی صدی ہجری میں حنشہ شہود پر جلوہ گر ہوئے اس کے بعد ساتویں صدی میں ابن تیمیہ نے حیات نو بخش۔ پھر بارہویں صدی میں ابن کاحیاء محمد بن عبد الوہاب کے ہاتھوں انجام پایا۔ یہ اپنے عقائد و افکار کو امام احمد بن حنبلؒ کی جانب منسوب کرتے ہیں لیکن بعض حنابلہ ان عقائد کی نسبت امام احمدؒ کی طرف درست نہیں سمجھتے تھے اور ان سے جدل آزما رہے تھے اشاعرہ اور ان لوگوں (دہلوی پارتی) کے درمیان اکثر جدل و معرکہ آرائی کا بازار گرم رہتا تھا۔ یہ محمد بن عبد الوہاب کے پیرو اپنے آپ کو سلفی المشرک کہتے تھے لیکن ہم بتاتے ہیں کہ یہ نام سلفی کیا عقائد رکھتے تھے اور ان کے نام اور

انتساب

میں اپنی اس کتاب کو رضوی کچھار کے اس شیر کے نام سے منسوب کرتا ہوں جو گجرات میں بیضا ناموس رسالت ﷺ کی حفاظت کر رہا ہے۔

جس کی دھاڑ سے دشمنوں کا پتہ پانی ہو جاتا ہے۔ جن کا نام نامی اسم گرامی شیخ القرآن حضرت مولانا مفتی احمد یار خان صاحب مدظلہ علی ہے۔ جن کا قلم دشمنان دین کے سروں پر تیغ برہند کی طرح لٹک رہا ہے۔ جن کی روحانی مدد سے یہ کتاب لکھی ہے۔ خداوند کریم اپنے لاڈلے حبیب محمد مصطفیٰ ﷺ کے صدقے میں آپ کی عمر دراز کرے اور آپ کے خاندان کا سایہ تمام اہل سنت والجماعت پر تاقیامت رکھے آمین

[illegible][illegible]

مذکورہ حوالہ جات مختلف تصانیف میں تھے میں نے انہیں یکجا کر کے کتابی صورت دے دی ہے۔ اللہ تعالیٰ قبول فرمائے۔ (آمین)

احقر الناس جلودہ اسلم رضوی منعلم فی۔ اے گورنمنٹ کالج جسٹک

بحث قبور اولیاء پر عمارات و گنبد بنانا

قارئین کرام اس سے پہلے کہ اس بحث کو شروع کیا جائے چند باتوں کا خیال رکھنا ازحد ضروری ہے۔ اگر ان باتوں کو پیش نظر رکھا گیا تو انشاء اللہ اس مسئلہ کو سمجھنے میں کوئی بھی دقت پیش نہیں آئے گی مگر انصاف شرط ہے ایک متعصب شخص سے میرا خطاب نہیں ہے

پہلی بات:- بلا فائدہ عمارت یا قبہ بنانے کو علماء اہل سنت طبقہ بریلوی بھی منع فرماتے ہیں البتہ اگر زائرین کے آرام کے لئے یا دوسری ضرورتوں کے لئے عمارت و قبہ بنایا جائے تو جائز ہے اور یہی بات علماء امت کے اقوال سے ثابت ہے دلائل موقدہ پر آئیں گے۔ (انشاء اللہ)

دوسری بات:- قبر کے آس پاس یا قبر کے قریب کوئی عمارت عام مسلمانوں کی قبروں پر منع ہے اور علماء فضلاء کی قبروں پر جائز جیسا کہ ابھی ائمہ کرام کی تصریحات سے یہ بات پایہ ثبوت تک پہنچے گی۔ (انشاء اللہ)

اب پہلے مولوی سرفراز گلبروی کے اعتراضات پیش کئے جائیں گے اس کے بعد ان کا جواب ”جاء الحق“ سے دیا جائے گا۔ پھر سرفراز کے جواب کی خامیاں بتائی جائیں گی اس کے بعد صرف اتمام حجت کے لئے اس مسئلہ کے متعلق کچھ اور لکھا جائے گا۔ (انشاء اللہ تعالیٰ)

اعتراض نمبر ۱:- مولوی سرفراز صاحب باب جنت ص 24 اور راہ سنت ص 171 پر حضرت جابرؓ سے روایت لکھتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے قبروں کو بنانے سے منع کیا ہے۔ اس کے بعد روح المعانی اور ابن حجر مکی کے حوالہ سے لکھتے ہیں کہ قبروں پر جو قبے بنائے گئے ہیں ان کو ڈھا دینا واجب ہے۔ (محصلہ)

الجواب:- میں کہتا ہوں اس نجدی زادہ کو ایک بہت بڑی غلط فہمی لگی ہوئی ہے کہ میں جو ان باتوں کو پیش کر رہا ہوں یہ ساری کوئی زالی تحقیق ہے۔ یا ان کا جواب

علماء اہل سنت نے نہیں دیا ہے۔ اور یہ غلط فہمی اپنی انتہا تک پہنچی ہوئی ہے۔ یا انہیں اس بات کا یقین ہو گیا ہے کہ میری کتابیں صرف میری جاہل امت ہی پڑھتی ہے۔ آخر کوئی نہ کوئی بات تو ہے ہی جیسی تو راہ سنت کے آخر میں دس (10,000) ہزار روپے انعام لکھ کر فہل من مبارز پکارتے ہیں کہ مبلغ دس (10,000) ہزار روپے انعام ہر اس شخص کے لئے جو صحیح دلائل سے یہ ثابت کر دے جس کا فیصلہ عدالت عالیہ کے جج صاحبان کریں گے کہ اس کتاب میں جو مسائل درج ہیں وہ اسلام کے خلاف ہیں یا اہل سنت و الجماعت کے مسلک کے منافی ہیں (الخ)

قارئین کرام! نہ تو میں (10,000) روپے کا لالچ رکھتا ہوں۔ ہاں البتہ خدا اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی خوشنودی حاصل کرنے کا لالچ ہے شاید یہ کتاب ہی میرے لئے کفارہ سینات بن جائے اس لئے محنت کی ہے۔ فیصلہ کرنے کے لئے عدالت عالیہ کے جج صاحبان کی مجھے ضرورت نہیں ہے۔ میں اس کتاب کو عوام کی عدالت میں پیش کرتا ہوں۔ اور خدا سے دعا کرتا ہوں کہ خداوند کریم تعصب سے بچائے اور صحیح فہم عطا فرمائے۔ البتہ جس کے دل پر خدا امر لگا دے آنکھوں اور کانوں پر خدا پردہ ڈال دے وہاں مجھ جیسا فقیر بے نوا کیا کر سکتا ہے۔

مفتی احمد یار خان صاحب مدظلہ جہ الحق میں اس حدیث کی تشریح میں رقم طراز ہیں۔

قبر کو پختہ کرنے سے منع ہونے کی تین صورتیں ہیں۔ ایک تو یہ کہ قبر کا اندرونی حصہ جو کہ میت کی طرف ہے اس کو پختہ کیا جائے اس لئے حدیث میں فرمایا گیا ان یجصص القبور۔ یہ نہ فرمایا گیا علی القبور دوسرے یہ کہ عامۃ المسلمین کی قبریں پختہ کی جائیں کیونکہ یہ بے فائدہ ہے تو معنی یہ ہوئے کہ ہر قبر کو پختہ کرنے (بنانے) سے منع فرمایا۔ تیسرے یہ کہ قبر کو سجاوٹ تکلف یا فخر کے لئے پختہ کیا یہ تین صورتیں منع ہیں۔ اور اگر نشان باقی رکھنے کے لئے کسی ولی اللہ کی قبر پختہ کی جاوے تو جائز ہے کیونکہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے عثمان ابن مظعون کی قبر پختہ پتھر کی مٹائی جیسا کہ باب اول میں گزرا لمعات میں اسی ان یجصص القبور کے ماتحت ہے۔ لمعافہ من الزینۃ و التکلف۔ کیونکہ اس میں صرف سجاوٹ اور زینت ہے۔ جس سے معلوم ہوا اگر اس لئے نہ ہو تو جائز ہے

ص ۱۰۔ بخاری شریف میں ہے کہ ہم میں بڑا کوڑے والا وہ تھا جو کہ عثمان ابن مظعون کی قبر کو پھلانگ جاتا اور مشکوٰۃ شریف میں ہے کہ جب حضور علیہ السلام نے عثمان ابن مظعون کو دفن فرمایا تو ان کے سرانے ایک پتھر نصب فرمایا "کہ اعلم بہا قبر اخی و ادفن الید من مات من اہلی"۔ ہم اس سے اپنے بھائی کی قبر کا نشان لگائیں گے اور اسی جگہ اپنے اہل بیت کے مردوں کو دفن کریں گے۔ مشکوٰۃ کی روایت سے معلوم ہوا کہ قبر کے سرانے پتھر تھا اور بخاری کی روایت سے معلوم ہوا کہ خود قبر عثمان کا تصویر پختہ تھا۔ دونوں روایات اس طرح جمع ہو سکتی ہیں کہ مشکوٰۃ میں جو آیا کہ قبر کے سرانے پتھر لگایا اس کے معنی یہ نہیں کہ قبر سے علیحدہ سر کے قریب کھڑا کر دیا بلکہ یہ ہے کہ خود قبر میں ہی سر کی طرف لگا دیا یا مطلب یہ کہ قبر ساری اس پتھر کی تھی مگر سرانے کا ذکر کیا ان دونوں حدیثوں سے ثابت ہوا کہ اگر کسی خاص قبر کا نشان قائم رکھنے کے لئے قبر کچھ اونچی کر دی جائے یا پتھر وغیرہ سے پختہ کر دی جائے تو جائز ہے تاکہ معلوم ہو یہ کسی بزرگ کی قبر ہے۔ جاء الحق ص 283 "ان یبنی علیہ یعنی قبر پر عمارت بنانا منع فرمایا۔ اس کے بھی چند معنی ہیں اولاً" تو یہ کہ خود قبر پر عمارت بنائی جاوے کہ قبر دیوار میں شامل ہو جاوے چنانچہ شامی باب الدفن میں ہے (صرف ترجمہ نقل کیا گیا ہے)

قبر کو ایک ہاتھ سے زیادہ اونچا کرنا منع ہے کیونکہ مسلم میں ہے کہ حضور علیہ السلام نے قبر کو پختہ کرنے اور اس پر کچھ بنانے سے منع فرمایا۔ درمختار اسی باب میں ہے وتکرہ الزیادۃ علیہ من التراب لانہ بمنزلنا البناء۔ قبر پر مٹی زیادہ کرنا منع ہے کیونکہ یہ عمارت بنانے کے درجہ میں ہے اس سے معلوم ہوا کہ قبر پر بنانا یہ ہے کہ قبر دیوار میں آجاوے اور گنبد بنانا یہ حول القبر ہے یعنی قبر کے ارد گرد بنانا ہے یہ ممنوع نہیں ہے تیسرے یہ کہ اس بنانے کی تفسیر دوسری حدیث نے کر دی جو باب الساجد مشکوٰۃ شریف میں ہے (صرف ترجمہ پر اکتفا ہے)

اے اللہ میری قبر کو بت نہ بنانا جس کی پوجا کی جاوے اس قوم پر خدا کا سخت غضب ہے جس نے اپنے پیغمبروں کی قبروں کو مسجد بنا لیا۔ (یہ حکم عام مسلمانوں کے لئے ہے خواص کی قبریں ایک باشت سے بھی اونچی ہو سکتی ہیں۔ رضوی) اس سے معلوم ہوا کہ کسی کی قبر کو مسجد بنانا اس پر عمارت بنا کر اس کی طرف نماز پڑھنا حرام ہے

یہ ہی اس حدیث سے مراد ہے قبروں پر کیا نہ بناؤ مسجد۔ قبر پر مسجد بنانے کے یہ معنی ہیں کہ اس کی عبادت کی جگہ یا کم از کم اس کو قبلہ بنا کر اس کی طرف سجدہ کیا جائے علامہ ابن حجر عسقلانی فتح الباری شرح بخاری میں فرماتے ہیں (صرف ترجمہ نقل ہے)۔

بیضوی نے فرمایا کہ جب کہ یہود و نصاریٰ پیغمبروں کی قبروں کو تعظیم سجدہ کرتے تھے اور اس کو قبلہ بنا کر اس کی طرف نماز پڑھتے تھے اور ان قبور کو بت بنا رکھا تھا لہذا حضور علیہ السلام نے لعنت فرمائی اور مسلمانوں کو اس سے منع فرمایا۔ یہ حدیث معترض کی پیش کردہ حدیث کی تفسیر ہو گئی معلوم ہو گیا کہ قبہ بنانے سے منع نہیں فرمایا بلکہ قبر کو سجدہ گاہ بنانے سے منع فرمایا۔ چوتھے یہ کہ یہ ممانعت شرعی نہیں ہے بلکہ ذمہ و تقویٰ کی تعلیم ہے جیسے کہ ہم پہلے باب میں عرض کر چکے ہیں کہ رہنے کے مکانات کو ہنر کرنے سے بھی روکا گیا بلکہ گرا دیے گئے پانچویں یہ کہ جب بنانے والے کا یہ اعتقاد ہو کہ اس عمارت سے میت کو فائدہ پہنچتا ہے تو منع ہے یہ غلط خیال ہے اگر زائرین کی آسائش کے لیے عمارت بنائی جاوے تو جائز ہے۔ ہم نے یہ نو جیسہیں اس لیے لکھیں ہیں کہ میت سے صحابہ کرام نے خاص خاص قبروں پر عمارت بنائی ہیں۔ یہ فعل سنت صحابہ ہے چنانچہ حضرت فاروقؓ نے حضور علیہ السلام کی قبر انور کے گرد عمارت بنائی حسن شہی کی بیوی نے اپنے شوہر کی قبر پر قبہ ڈالا جس کو بحولہ مشکوٰۃ باب البکاء سے نقل کر چکے ہیں۔ اس فعل کے ماتحت ملا علی قاریؒ مرقات شرح مشکوٰۃ باب البکاء میں فرماتے ہیں (اور مولوی سرفراز کے نزدیک ملا علی قاریؒ مستند ہیں) رضوی صرف ترجمہ پر اکتفا ہے) ظاہر ہے یہ قبہ دوستوں اور صحابہ کے جمع ہونے کے لیے تھا تاکہ ذکر اللہ و تلاوت قرآن کریں اور دعائے مغفرت کریں لیکن ان بی بی کے اس کام کو محض بے فائدہ بنانا مکروہ ہے اور اہل بیت کی شان کے خلاف ہے صاف معلوم ہوا کہ بلا فائدہ عمارت بنانا منع اور زائرین کے آرام کے لیے جائز ہے نیز حضرت عمرؓ نے زینت بن جحش کی قبر پر بنایا اور حضرت عائشہؓ نے اپنے بھائی عبدالرحمن کی قبر پر قبہ بنایا۔ حضرت محمد بن حنفیہ عبد اللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی قبر پر بنایا منصفی شرح موطا امام مالک میں ہے (صرف ترجمہ نقل ہے) (حضرت امام حسن ابن حسن ابن علی کا انتقال ہو گیا تو ضربت امرتہ القبرہ علی قبرہ سنۃ ۱۸ کی بیوی

نے ان کی قبر پر ایک سال تک قبہ ڈالے رکھا۔ بخاری کتب الجنائز و مشکوٰۃ باب البکاء حضرت عمرؓ نے زینت بنت جحش کی قبر پر قبہ بنایا حضرت عائشہؓ نے اپنے بھائی عبدالرحمن کی قبر پر قبہ بنایا۔ محمد ابن حنفیہ (ابن حضرت علی) نے حضرت عباس کی قبر پر قبہ بنایا رضی اللہ تعالیٰ عنہم اور جس نے قبہ بنانا مکروہ کہا تو اس لیے کہا جو اس کو غیر دریا کے لیے بنائے۔

بدائع صلیح جلد اول ص 320 میں ہے (صرف ترجمہ نقل ہے) جب کہ طائف میں ابن عباسؓ کا انتقال ہوا تو ان پر محمد بن حنفیہ نے نماز پڑھی اور ان کی قبر اطلوں بنائی اور قبر پر قبہ بنایا۔ یعنی شرح بخاری میں ہے ضریہ محمد بن الحنفیہ علیہ قبر ابن عباس ان صحابہ کرام نے یہ فعل کیے اور ساری امت روضہ رسول علیہ السلام پر جاتی رہی۔ کسی حدیث کسی فقیر کسی عالم نے اس روضہ پر اعتراض نہیں کیا لہذا اس حدیث کی وہ ہی تو نہیں کی جائیں گی جو ہم نے کیں۔

قبر پر بیٹھنے کے معنی ہیں قبر پر چڑھ کر بیٹھنا یہ منع ہے نہ کہ مجاور بنانا مجاور بنانا تو جائز ہے۔ مجاور اسی کو کہتے ہیں۔ جو قبر کا انتظام رکھے۔ کھولنے بند کرنے کی چابی اپنے پاس رکھے۔ وغیرہ۔ یہ صحابہ کرام سے ثابت ہے۔ حضرت عائشہ صدیقہؓ مسلمانوں کی والدہ حضور علیہ السلام کی قبر انور کی منظمہ اور چابی وائی تھیں جب صحابہ کرام کو زیارت کرنی ہوتی تو ان ہی سے کھلوا کر زیارت کرتے دیکھو مشکوٰۃ باب الدفن۔ آج تک روضہ مصطفیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام پر مجاور رہتے ہیں کسی نے ان کو ناجائز نہ کہا۔ ازجامہ الحق ص 290 تا ص 293

مندرجہ بالا تحریر پر اعتراضات و جوابات

اعتراض :- قارئین کرام آپ دیکھ چکے ہیں کہ مفتی صاحب مدظلہ علی کی یہ توجیہ جو کہ پیش کی گئی ہے کتنی مدلل اور شستہ ہے۔ اس لیے ایک شستہ مزاج کے لیے اتنا مست کافی ہے۔ لیکن جس کے دل و دماغ کو بیماری لگی ہو تو اس کے لیے دلائل کا انبار بھی ناکافی ہے۔ اور کچھ ایسی بات ہمارے خان صاحب گھڑوی کے ساتھ ہے۔ چاہیے تو یہ تھا کہ وہ اپنی عاقبت کا فکر کرتے ہوئے مفتی صاحب مدظلہ کی بات مان لیتے اور حق

کی راہ چلتے لیکن خان صاحب گھڑوی نے تو دنیا کو عاقبت پر ترجیح دی ہوئی ہے۔ جیسی تو انہوں نے بے نیکی ہانکنے کا ٹھیکہ اٹھا رکھا ہے۔ آئیے قارئین دیکھیں مولوی صاحب کیا فرماتے ہیں؟ مولوی سرفراز راہ سنت ص 175 پر یوں رقم طراز ہیں ملاحظہ ہو۔ "مفتی احمد یار خان صاحب وغیرہ کا یہ ارشاد کہ حضرت عمرؓ حضرت عائشہؓ اور حضرت عمر بن حنیفہ سے قبروں پر خیمے لگانے کا ثبوت ہے اور اس پر روایتیں نقل کی ہیں تو اولاً" اس کا جواب یہ ہے کہ یہ بے اصل اور بے سند روایتیں ہیں ہرگز قائل قبول نہیں دہانیا "اگر یہ سند" صحیح بھی ہوں تب بھی نبی کریم ﷺ کی صحیح اور مرتجح حدیث کے مقابل کوئی پوزیشن ہی نہیں ہے۔

الجواب :- میں تمام قارئین خواہ وہ مخالفین حضرات ہوں یا موافقین سے خدا اور اسکے رسول علیہ السلام کا واسطہ دیکر پوچھتا ہوں کہ وہ مجھے یہ بتائیں کہ مدلل حوالہ جات کے جواب میں بلا دلیل کہہ دینا کہ یہ حوالہ جات بے اصل اور بے سند ہیں۔ کیا جواب ہو گا کیا مولوی سرفراز صاحب کو اپنے اس دعویٰ کی دلیل کہیں سے ملی ہے؟ اگر ملی ہے تو لکھی کیوں نہیں؟ صاف مطلب ہے کہ ان روایات کو کسی نے بھی بے اصل و بے سند نہیں کہا۔ کیا تو مولوی سرفراز نے اور وہ بھی بلا دلیل۔ کیا اسی برے پر مولوی سرفراز صاحب سنتی صاحب مدظلہ کے منہ جگتے ہیں؟ کیا انہی تحقیق پر محقق بننے بیٹھے ہیں؟ کیا اسی تحقیق پر حل من مبارز پکارتے ہیں اور مبد افسوس ہے ان عقل کے باروں پر جو ایسی بے سرو پا بات پر آنکھیں بند کر کے امانہ صدقہ کا کہہ دیتے ہیں۔ خود مولوی سرفراز دل پر ہاتھ رکھ کر سوچیں کہ میری عبارت مفتی صاحب کی تحریر کا جواب ہے؟ کیا اسی کو تحقیق کہتے ہیں؟ کیا جواب میں داعی جہلی کہنے کو جواب کہہ دیتے ہیں؟ لیکن مولوی صاحب کو اس سے کیا کام کہ میری بات بلا دلیل ہے کہ نہیں۔ آخر اپنی جماعت میں شیخ الحدیث بھی تو کہلاتا ہے۔ اپنی جماعت میں ناک اونچی کر کے بھی تو چلتا ہے۔ اگر مولوی صاحب کے پاس اپنے دعویٰ کی دلیل ہے تو پیش کریں ورنہ خدا ہی بہترین ختم ہے۔ اور مولوی سرفراز کا یہ کہنا کہ "اگر یہ سند" صحیح بھی ہوں تب بھی نبی کریم ﷺ کی صحیح اور مرتجح حدیث کے مقابلہ میں ان کی کوئی پوزیشن ہی نہیں ہے بھی بالکل غلط اور انتہائی لغو بات ہے۔ یہ تو ہٹ اور ضد اور والی بات ہوئی کہ کوئی بات مانی ہیں نہیں چاہے سند" صحیح بھی ہو۔ مولوی سرفراز کی اس بات پر ایک

دوب لطیفہ یاد آیا وہ یہ ہے۔

اللطیفہ :- ایک دفعہ ایک لڑکا بھاگا بھاگا گھر آیا اور پکارنے لگا کہ امی امی میں نے اپنے ایک دوست سے شرط لگائی ہے کہ خرگوش کی تین ٹانگیں ہوتی ہیں۔ والدہ نے کہا کہ بیٹا تیرا دماغ خراب ہو گیا ہے۔ بھلا خرگوش کی بھی کبھی تین ٹانگیں ہوتی ہیں تو شرط پار جائے گا۔ بیٹا تنکب کر بولا واہ اسی میں کیسے شرط پار جاؤں گا جب کہ میں نے کسی صورت یہ بتانا ہی نہیں کہ خرگوش کی چار ٹانگیں ہوتی ہیں۔

اور کچھ اس لڑکے والی بات مولوی سرفراز نے پکڑ رکھی ہے کہ بتانا ہی نہیں چاہے سند" صحیح ہی کیوں نہ ہو اور وجہ یہ لکھی کہ نبی ﷺ کی حدیث کے مقابلہ میں ان کی کوئی پوزیشن ہی نہیں ہے۔ جس اس نجدی زاوہ سے پوچھتا ہوں۔ کہ کیا تو حدیث کو اپنی عقل ناقص سے سمجھتا چاہتا ہے کہ علماء امت کی تشریح کی مدد سے۔ اگر اپنی عقل سے یہ حدیث سمجھنا چاہتا ہے تو انہیں ان کی لولی لنگڑی عقل مبارک۔ اگر علماء امت سے یہ مسئلہ سمجھنا چاہتا ہے تو لازماً مفتی صاحب مدظلہ کی بات ماننا پڑے گی۔ جس میں اپنی عقل اور ہمیں اس قدر سلف منظور۔ جہاں وہ جائیں گے وہی جگہ ہمیں بھی منظور۔ میں پوچھتا ہوں کیا ملا علی قاری کا دماغ خراب تھا جو انہوں نے اس حدیث کے ہوتے ہوئے بھی اس عقل کو نہ جانتا نہ کہ ملا صاحب منصفی و صاحب ہدایہ کی عقل باری مکی تھی جو انہوں نے مہارات و بے بنائے کے ثبوت میں لکھا کیا حدیث ان کے پیش نظر نہیں تھی لیکن وہ فقہ آپ کے نزدیک وہی تھے معاذ اللہ آپ ہی نے تو راہ سنت ص 224 پر لکھا ہے "سے ملا علی القاری کا وہم ہے"۔ یہ کیا بات ہوئی جہاں دیکھا کہ یہ قول خلاف نجدی مذہب ہے وہاں ائمہ کرام کو دھمکی بتانا شروع کر دیا اور جہاں بظاہر مطابقت کی دلیل چلی جلدی سے زینت کتب بتا دی آخر یہ کیا بات ہے کہ ضعیف ہٹ پرپ اور کڑوا کڑوا تھو۔ قارئین کرام کے دل میں شاید یہ بات آجائے کہ آخر قیے بنانے سے منع کرنے کی عبارت مولوی سرفراز نے بھی تو لکھی ہیں تو اس کا جواب یہ ہے کہ جہاں بھی علماء امت وقتہ بنائے کو روکا گیا وہاں حکم عام المسلمین کی قیور کے متعلق ہے یا بے فائدہ عنسارت بنانے کو منع کیا گیا جیسا کہ ملا علی قاری نے مرقات شرح مشکوٰۃ میں فرمایا۔

اما حملہ فعلها علی العیث المکروه۔ الخ

ترجمہ :- لیکن ان بی بی کے اس کام کو محض بے فائدہ بنانا مکروہ ہے اسے پہلے ملا علی قاری حسن شہ کی بیوی کے اس فعل کے تحت کہ انہوں نے اپنے شوہر کی قبر پر قبۃ ڈالا فرماتے ہیں۔

الظاہر اہل لاجتماع الاحباب للذكر والقراءة وحضور الاصلح بالمغفرة ترجمہ :- ظاہر ہے کہ یہ قبۃ دوستوں اور صحابہ کے جمع ہونے کے لیے تھا تاکہ ذکر اللہ و تلاوت قرآن کریں اور دعائے مغفرت کریں۔ اس کے بعد ملا علی قاریؒ نے مسئلہ صاف فرما دیا کہ اس میں کرامت جب ہوگی جب یہ کام بے فائدہ ہو گا۔ جیسا کہ ابھی حوالہ گذرا ہے۔ ابو عبد سلیمان رحمہ اللہ منتقے شرح موطا امام مالکؒ میں فرماتے ہیں۔

وانما کره لمن ضره على وجه السمعة والمباحة

ترجمہ :- جس نے قبۃ بنانا مکروہ کہا تو اس لیے کہا جو کہ اس کو غرور یا کے لیے بنائے قارئین کرام اب بخوبی جان چکے ہوں گے کہ اگر بے فائدہ یا ریاء فخر کے لیے قبۃ یا عمارت بنائی تو وہ ممنوع ہے۔ اگر یہ بات نہ ہو تو جائز ہے۔ اور یہی بات ان حوالہ جات کے لیے کافی ہے جن میں قبۃ و عمارت بنانے کو مکروہ کہا۔

اب یہ بات شاید مولوی سرفراز کی سمجھ میں بھی آگئی ہوگی کہ اقوال علماء امت بھی برحق اور حدیث بھی برحق۔ دونوں میں کوئی بھی مخالفت نہیں ہے۔ جیسا کہ مولوی سرفراز نے سمجھا ہے۔ مولوی سرفراز صاحب راہ سنت ص 170 پر لکھتے ہیں اگر قبروں کو پختہ بنانے اور ان پر گنبد وغیرہ تعمیر کرنے میں احرام ہوتا اور اس میں کوئی بھی شرعی فائدہ اور دینی مصلحت ہوتی تو سردار دوحل رحمۃ اللعالمین علیہم ہرگز اس سے منع نہ کرتے اگر مولوی احمد رضا خان صاحب اور مولوی عبدالمسیح صاحب آج مولوی محمد عمر صاحب اور مفتی احمد یار خاں صاحب وغیرہ کو اس میں دینی مسعیتیں اور شرعی فوائد حاصل ہوئے ہیں جن کی بنا پر وہ سب کچھ جائز کہتے ہیں اور اس کو کار ثواب اور کم از کم مستحب سمجھتے ہیں تو سوال یہ ہے کہ جناب نبی کریم ﷺ نے مسلمانوں کو اس سے کیوں منع کیا۔ مجھے اس پر چند طرح سے اعتراض ہے اولاً اگر قبۃ و عمارت بنانے میں کوئی فائدہ نہ ہوتا تو ائمہ سلف مثلاً ملا علی قاریؒ صاحب بدائع و صاحب منتقے وغیرہ نے کیوں اس فعل کو جائز و مباح فرمایا کیا ان کو انکار رسول ﷺ کا پتہ نہ تھا؟

دوایا "ہست لے احکام زمان و مکان سے بدل جاتے ہیں اس لیے احکام اسباقہ سے وہاں

شد لانا نری حاکت ہے جیسا کہ جو اہر اخلاطی میں مذکور ہے۔

هو وان كان احداثا فهو بدعة حسنة وكم من شئ كان احداثا وهو بدعة حسن وكم من شئ يختلف باختلاف الزمان ومكان

ترجمہ :- یعنی اگرچہ یہ امر (یعنی عمارت و قبۃ بنانا) نو پیدا ہے پھر بھی بدعت حسنہ ہے اور بہت سی چیزیں ہیں کہ نئی پیدا ہیں مگر بدعت حسنہ ہیں اور بہت سے احکام ہیں کہ زمان و مکان سے بدل جاتے ہیں۔ لیکن اللہ مسئلہ ہی صاف ہو گیا یعنی ایسی جگہ احکام سابقہ سے سند لانا حاکت اور بے سود ہے کیونکہ جو حاجت اب پیدا ہوئی ہے اگر اس زمانہ میں ہوتی تو وہ بھی یہی حکم کرتے۔ شیخ عبدالحق محدث دہلویؒ شرح سفر السعادت میں فرماتے ہیں

"در آخر زمان بجهت اقتصاد و نظر عوام بر ظاہر مصلحت در تعمیر و ترویج مشاہد و مقابر و عظماء دیدہ چیز با افزودند تا آنجا بیبت و شوکت اہل اسلام و اہل اصلاح پیدا آید خصوصاً در دیار ہند کہ اعدائے دین قزبنود کفار بیسار اند و ترویج و اعلاء شان این مقامات باعث رعب و انقیاد ایشان است بسیار اعمال و افعال و لواضع کہ در زمان سلف از مکروہات بودہ اند در آخر زمان مستحسنات گشتہ"

ترجمہ :- آخر زمان میں چونکہ عام لوگ خض ظاہر بین رہ گئے۔ لہذا مشائخ اور صلحاء کی قبروں پر عمارت بنانے میں مصلحت دیکھ کر زیادتی کر دی تاکہ مسلمانوں اور اولیاء اللہ کی بیبت ظاہر ہو خاک مکر ہندوستان میں کہ یہاں ہندو اور کفار بہت دشمن دین ہیں ان مقامات کی اعلاء شان کفار کے رعب و طاعت کا ذریعہ ہے اور بہت سے کام پہلے مکروہ تھے اور آخر زمانہ میں مستحب ہو گئے۔

قارئین کرام دیکھا کہ صاحب جو اہر اخلاطی و شیخ محقق کیا فرما رہے ہیں اور ہمارے نجدی یاروں کا داغ کدھر جا رہا ہے۔ شیخ محقق نے تو یہاں تک تصریح کر دی کہ خاک مکر ہندوستان میں یہ کام کرنا چاہیے کہ یہاں ہندو اور دوسرے بد مذہب رہتے ہیں۔ مسلمانوں کو اپنا رعب ظاہر کرنے کے لئے قبروں پر عمارت و قبۃ بنایا جائے۔ پاکستان میں ہندو تو اتنی تعداد میں رہتے نہیں البتہ ان کی حلوہ پوریاں اور ان کا پسندیدہ جانور کوا کھانے والے ان کے برادر رہتے ہیں اس لئے ان پر رعب ظاہر کرنے کے لئے قبور

لویاء پر عمارت وقف بنانا مستحب ہے۔ ایک بات جو ہر دو حوالہ جات سے ثابت ہوئی وہ یہ کہ حضور علیہ السلام کے زمانہ میں یہ فعل منع تھے تو اس دلیل سے استدلالاً حق کا ثبوت دینا ہے کیونکہ اب جو ضرورت پیش آئی ہے وہ پہلے نہیں تھی۔ اب دیکھئے مولوی سرفراز کیسی یکطرفہ ڈگری دیتے ہیں اور علماء امت کے مقابل اپنا الگ عہد بناتے ہیں ملاحظہ راہ سنت ص 171 لکھتے ہیں۔

کون ماں کا لال ہے جو آپ کی منع کی ہوئی چیز میں کوئی مصلحت اور فائدہ ثابت کر سکے۔ ہاں جی یہ سب احمد کرام کو تو یہ پتہ ہی نہیں تھا کہ حضور علیہ السلام نے اس فعل سے منع کیا تھا۔ وہ تو آپ ہی کے حصہ میں آیا ہے کہ آپ کو پتہ چل گیا کہ یہ کام منع ہے۔ ٹھیک ہے آپ کو اپنی عقل مبارک اور ہمیں علماء امت قبول۔ پسند اپنی اپنی خیال اپنا اپنا۔ اچھا مولوی سرفراز ایک بات بتائیے کہ اگر یہ کام منع ہے تو اگر کوئی جان بوجھ کر وہاں جائے اور چلہ وغیرہ کرے۔ عمارت میں قیام کرے یقیناً "آپ کے نزدیک موجب لعنت اور بدرجہ اولیٰ بدعتی ہوگا۔ آئیے ذرا اپنے گھر کی ایک کمانی سن لیجئے۔ سوانح قاضی جلد دوم ص 30 پر مولوی سید مناظر احسن گیلانی دیوبندی رقم طراز ہیں۔

مولوی قاسم نانوتوی بانی دارالعلوم دیوبند کے متعلق لکھتے ہیں۔

"میں نے اپنے بزرگوں سے سنا ہے کہ کلیر شریف تشریف لے جاتے تو زکی سے ننگے پاؤں ہو لیتے اور شب کو روضہ میں داخل ہو کر کواڑ بند کر دیتے تھے اور تمام رات حضرت صابر صاحب کے مزار پر تنہائی میں گزارتے۔

اس عبارت کو دیکھ کر مولوی صاحب اور ان کے متبعین کو شرم کرنی چاہیے۔ کمال ہے بانی دیوبند تو روضہ میں جا کر چلہ کاٹیں اور نہ تو اس کی تردید کریں کہ یہ روضہ ناجائز بنا ہے۔ بلکہ شذر حال کر کے جاتے اور اصغر دیوبند ہیں کہ انہوں پر ہی وار کر رہے ہیں

قارئین کرام پر بخوبی واضح ہو چکا ہوگا کہ ایک طرف مولوی سرفراز صاحب یا ان کے چند حواری ہیں۔ جو کہ حدیث رسول علیہ السلام سے غلط مطلب اخذ کرتے ہیں۔ دوسری طرف ملا علی قاری علامہ یعنی علامہ سلیمان۔ شیخ محقق عبدالحق محدث دہلوی۔ صاحب جواہر اخلاقی اس کے علاوہ اور دوسرے ائمہ سلف میں جو کہتے ہیں کہ اگر ہے

فائدہ یا فخر و دنیا وغیرہ کے لیے عمارت بنائی جائے تو ناجائز ورنہ جائز ہے یہی بات مفتی احمد یار خان صاحب مدظلہ اور ان کے رفقاء کار فرماتے ہیں کہ فقہا کرام نے جنس عمارت بنانے کے کمرہ کنا وہاں بے فائدہ یا فخر و دنیا کے لیے بنانے پر حکم ہے یا عمارت المسلمین کی قبور کے لیے حکم ہے۔ اب قارئین کرام خود ہی سوچ لیں کہ کس کا دامن اگر کرام سے منسلک ہے اور کون ہوائے نفسانی کی پیروی کر رہا ہے۔

"مفتی صاحب پر سرفراز گکھڑوی کا اہتمام"

مولوی سرفراز گکھڑوی راہ سنت ص 175 پر لکھتے ہیں کہ حضرت عثمان بن عفونؓ کی قبر کے سرہانے بطور علامات کے ایک پتھر رکھنے سے قبر پر عمارت وقف بنانے پر استدلال کرنا صرف مفتی صاحب اور ان کے ہم مشرب رفقاء کا کام ہے آخر مفتی جو ہوئے۔

الجواب :- میں کہتا ہوں اگر سرفراز صاحب مجھے جہاں الحق کے کسی صفحہ پر یہ لکھا کہ عثمان بن عفونؓ نے حضرت عثمان بن عفونؓ والی روایت سے عمارت وقف کے بارے میں استدلال کیا ہے تو میں ان کا بے دام غلام بننے کو تیار ہوں۔ کیا سرفراز صاحب ایسا کریں گے؟ میں کہتا ہوں قیامت تک نہیں ایسا لکھا دکھا سکتے کیونکہ مفتی صاحب نے اس کے علاوہ کچھ لکھا ہی نہیں ہے کہ "ان دونوں احادیث سے ثابت ہوا کہ اگر کسی ماس قبر کا نشان قائم رکھنے کے لیے قبر کچھ اونچی کر دی جاوے یا پتھر وغیرہ سے ہاتھ کر دی جائے تو جائز ہے۔ جہاں الحق ص 283 مفتی احمد یار خان مدظلہ علی نے پہلے دونوں روایتیں جو عثمان بن عفونؓ کے متعلق وارد ہوئیں تھیں ان میں تطبیق کر کے مندرجہ بالا نتیجہ نکالا۔ اب قارئین ہی دیکھیں کہ مذکورہ حوالے میں ایسا کون سا لفظ ہے جس سے یہ ثابت ہوتا ہو کہ کہ مفتی صاحب نے اس حوالہ سے عمارت وقف لانے پر استدلال کیا ہے۔ ایسے الزامات لگا کر بے شیخ الحدیث اور محقق بنے بیٹھے ہیں اب سرفراز صاحب جس بات کا جہاں الحق سے کوئی تعلق نہیں کیا وہ عبارت لکھتے ہیں "ہم نے تمہارا ہاتھ نہیں کٹایا۔ کیا حیا نہیں آیا۔ مگر حیا کمال سے آئے کیوں کہ الیہاء محبت من اللہ۔ حیا تو ایمان کا حصہ ہے اور رسول ﷺ کا یہ ارشاد تو آپ کو معلوم ہو۔ یطبع المصراع کل خصلة الا الکذب والخيانة لو کما قال۔ یعنی سوسن

میں اور بری خصلتیں تو ممکن ہیں کہ جمع ہو جائیں مگر جھوٹ اور خیانت کا جمع ہونا ممکن نہیں اور یہی تو جھوٹ پر جھوٹ خیانت پر خیانت ہے۔ اب فیصلہ قارئین ہی کر لیں کہ حضور ﷺ کا فریض کیا کہہ رہا ہے اور سرفراز کا کدوار کیا ہے میں پوچھتا ہوں کیا کذب گوئی کا نام راہ سنت ہے؟ نہیں ہے اور یقیناً نہیں ہے تو حیف ہے ان حمل کے المرحوم پر جو کتب راہ سنت پر اعتقاد کیے بیٹھے ہیں اب ہم ان مدلل حوالہ جات کو نقل کرتے ہیں جو اس کے جواز میں ہیں اور یہ تقریباً تمام حوالہ جات جاء الحق میں بھی موجود ہیں۔ اور یہ صرف اس لیے کر رہا ہوں تاکہ عوام الناس پر یہ واضح ہو جائے کہ مفتی صاحب مدظلہ پہلے ہی اتمام حجت کر چکے ہیں۔ اس کے بعد ان حوالہ جات پر جو الزامی مولوی سرفراز نے وارد کیا ہے اس کا جواب دو ٹوکاً انشاء اللہ۔ جیسا کہ میں پہلے بھی قارئین کرام سے عرض کر چکا ہوں کہ قبور پر قبہ بنانا یا عمارت بنانا وغیرہ یا قبر کو باندھنا بے شک ممنوع ہے لیکن یہ حکم عامۃ المسلمین کی قبور کے متعلق ہے اور اسی کا حکم حدیث مسلم و مشکوٰۃ میں ہے اور جس سے مولوی سرفراز گھڑوی نے اپنا غلط نظریہ اٹھانے کی کوشش کی ہے کیونکہ اس حدیث کے ہوتے ہوئے بھی علمائے کرام اور مشائخ عظام نے اولیاء امت کے مزارات پر عمارت بنانا اور قبہ بنانے وغیرہ کو مباح دیکھ کر کہا ہے تاکہ لوگوں کی نگاہوں میں عزت ہو اور لوگ دلی اللہ پہچان کر ان سے برکت حاصل کریں اس کی مثل بالکل ایسے ہے جیسے سرکاری عمارتیں اونچی اونچی ہوتی ہیں تاکہ لوگ ان کو پہچان لیں۔ چنانچہ مجمع بحار الانوار جلد ثالث میں ہے۔ قد باح السلف البناء علی قبور الفضلاء والاولیاء والعلماء لیزورهم الناس ویستریحون فیہ۔

بے شک ائمہ سلف نے اولیاء و علماء اور فضلاء کے مزارات پر عمارت بنانا مباح فرمایا تاکہ لوگ ان کی زیارت کریں اور راحت پائیں۔ حوالہ میں اس بات کی تصریح ہے کہ بے شک ائمہ سلف نے عمارت بنانے کو مباح فرمایا۔ تو دریافت طلب امر یہ ہے کہ یہ ائمہ سلف کیا بریلی سکول سے پڑھ کر گئے تھے یا صاحب مجمع بحار الانوار کے کن میں مفتی صاحب نے چھوٹا بار دی تھی کہ تم عمارت بنانے کے جواز میں لکھ رہا۔ کیا تمام ائمہ سلف نے حضور ﷺ کی مخالفت کی؟ یا حدیث دلی کا ٹھیکہ صرف آپ نے ہی لے رکھا ہے یا صرف مدرسہ دیوبند میں ہی اس حدیث کا مطلب ٹھیک

کہا جاتا ہے برخلاف ائمہ سلف کی تصریحات کے مولوی صاحب آپ کے بے سراپا باتوں پر کون کن دھرتا ہے۔ صرف مفتی احمد یار خان صاحب اور مولانا محمد عمر صاحب وغیرہ ہی نہیں ہیں جو اس کے جواز کے قائل ہیں بلکہ وہ تو ائمہ سلف کے دامن سے منسلک ہیں۔ آپ کا اصل اعتراض ائمہ سلف پر ہے۔ جنہوں نے دین اسلام کی مخالفت کی ہے۔ کیا دین اسلام کی حفاظت کرنے والے حضور ﷺ کی مخالفت کر سکتے ہیں؟ نہیں اور بالکل نہیں تو کیا بات ہے ائمہ سلف کا دامن چھوڑ کر راہ حق سے لوگوں کو ہٹا دینا اور ہٹایا جا رہا ہے۔ علامہ شامیؒ بھی یہی بات دھڑا رہے ہیں جامع الفتاویٰ سے منقول ہے۔ فرماتے ہیں

فیصل لایکرمہ ابناء انما کان المعبیت من المشائخ والعلماء والسادات۔ ترجمہ :- کہا گیا ہے کہ مشائخ و سادات و علماء کی قبور پر عمارت بنانا بلا کراہت جائز ہے۔ بعض لوگوں کے دل میں یہ شک گزرے کہ قیل سے حوالہ شروع ہے اور قیل ضعف کی علامت ہے تو جواب یہ ہے کہ قیل نقد میں علامت ضعف نہیں ہے کہ شامی میں ہے فتعجیر المصنف بقیل لیس یلزم الضعف ہاں البتہ منطلق میں قیل علامت ضعف ہے۔ اور یہ کہنے والے کون ہیں۔ یہ ائمہ سلف ہی تو ہیں جیسا کہ بحوالہ مجمع بحار الانوار میں مذکور ہوا ہے اور خود وہ سری جگہ علامہ شامی نے اسے مختار قول مانا ہے ملاحظہ ہو علامہ شامی فرماتے ہیں۔ قیل لا باس بہ وهو المختار

ترجمہ :- کہا گیا ہے اس میں (عمارت وغیرہ بنانے میں) کوئی حرج نہیں اور یہ ہی پسندیدہ بات ہے۔ اسی طرح مولوی شریف میں ہے قیل لا باس بہ وهو المختار ترجمہ :- کہا گیا ہے کہ یہ فعل جائز ہے اور یہی مختار بات ہے۔ ہر دو خطی تصویروں کی بات سے یہ روز روشن کی طرح واضح ہو گیا کہ قبور اولیاء پر عمارت بنانے میں کوئی حرج نہیں ہے اور انہوں نے حوالہ مختار کہہ کر اس قول کو پسندیدہ گردانا ہے۔ اور یہ بات تو سرفراز صاحب ہی بتائیں گے کہ کیا ان فقہا کرام نے حضور محمد ﷺ کی مخالفت کی؟ کس کس سے لڑے گئے کس کس جھگڑے قرآن کریم میں واضح طور پر فرمایا گیا کہ نماز میں نمازی رب دھند لا شریک سے دعا مانگتا ہے کہ مولا ان کے راستے پر چلا جن پر تو نے انعام کیا ان کے راستے پر مت چلا جن پر تیرا غضب ہے دریافت طلب تو امر یہ ہے کہ کیا یہ سب ائمہ کرام صراط مستقیم سے ہٹکے ہوئے تھے؟ یا مولوی سرفراز ان پر غضب

خدا مانتا ہے جی تو ان کے راستے پر نہیں چلتا۔ ورنہ اگر کوئی اور بات ہے تو وہ ہمیں بتا دیں تو مولوی صاحب کی مرقاتی۔ اور بات تو یہی ہو سکتی ہے کہ نجدی مذہب میں یہ حوالے مضمّن نہیں ہوتے۔ آئیے قارئین کرام ملاحظہ فرمائیے قاریؒ کی بھی سنتے چلے جو کہ یکارہویں صدی کے مجدد کہلاتے ہیں۔ مرقات شرح مشکوٰۃ کتاب الجہان باب دہن الہیت میں فرماتے ہیں۔

قد اباح السلف البناء علی قبور المشائخ والعلماء المشہور دین لیز ورہم الناس ویسخر یحویا الجلسوس۔

ترجمہ :- بے شک ائمہ سلف نے قبور پر علماء مشائخ عمارت بنانے کو جائز فرمایا تاکہ لوگ ان کی زیارت کریں اور وہاں بیٹھ کر آرام پائیں۔ اب اتنی گواہوں کے باوجود اس مسئلہ کو جھٹلاتا صرف ان لوگوں کا ہی کام ہے جو ہوائے نفس کے پیروکار ہوں۔ جو بھی کہہ رہا ہے ایک ہی بات کہہ رہا ہے کہ یہ فعل درست ہے درست ہے درست ہے مگر مولوی سرفراز صاحب نے غصہ ہٹ اور ضد کی وجہ سے اپنا الگ محاذ بنا رکھا ہے اور ”میں نہ مانوں“ کی روش اختیار کر رکھی ہے۔

لطیفہ :- مولوی سرفراز گکروی ایک غلط تاثر دینے کے لیے باب جنت ص 32 پر یوں رقم طراز ہیں کہ مفتی صاحب یہ فرمائیے کہ حضرت امام شافعیؒ اور امام نبویؒ ابن حجر مکیؒ ملا علی القاریؒ علامہ سید محمود آلوسیؒ اور ابن قیمؒ اور ابن تیمیہؒ وغیرہ کیا سارے دیوبندی ہیں جو قبور پر عمارت کو مکروہ کہتے ہیں۔ مفتی صاحب آپ کو معلوم ہونا چاہیے کہ دیوبند کی بنیاد تو 15 محرم 1213ھ میں رکھی گئی تھی اور یہ حضرات تو کئی صدیاں پہلے گزر چکے ہیں عمل اوسے میاں سرفراز خانؒ یہ کس نے کہہ دیا کہ یہ تمام دیوبندی ہیں ہاں یہ بات ضرور ہے کہ تمہاری نجدی طبیعت نے ان حوالہ جات کو سمجھا نہیں کیونکہ جہاں عمارت بنانا مکروہ کہا ہے وہ حکم عائشہ المسلمین کی قبور کے متعلق ہے اور جہاں اباحت کا حکم ہے وہاں قبور اولیاء مراد ہیں اور ابھی ملا علی القاریؒ کا حوالہ گزر چکا ہے کہ وہ اس فعل کو مباح فرماتے ہیں۔ آپ کی ان اصحاب کے بارے میں کیا رائے ہے۔ صلب در مختار علامہ شامیؒ علامہ مظلومیؒ علامہ عینیؒ علامہ سلیمان صاحب منقح شرح معطا امام مالکؒ صاحب جواہر اظلالیؒ شیخ عبدالحق محدث دہلوی صاحب بدائع و مناقب اور تمام ائمہ سلف کیا پرہیزی ہیں جو قبور اولیاء پر عمارت بنانے کو

مباح فرماتے ہیں۔

مولوی سرفراز کی بلبلاہٹ

قارئین کرام آپ دیکھ چکے ہیں کہ کس طرح ائمہ سلف قبور اولیاء پر عمارت بنانے کو مباح قرار دیتے ہیں۔ مولوی سرفراز سے اس کا جواب تو کیا بنا تھا۔ لیکن جواب بحرمل لکھا تھا اس لئے جو کچھ انہوں نے جواب دیا ہے اس پر مخالفین کو رونا چاہیے نہ کہ اکڑنا ہم پہلے مولوی سرفراز کا جواب نقل کرتے ہیں راہ سنت ص 174 175 پر لکھتے ہیں۔ مولیٰ عبد السمیع اور مفتی احمد یار خان صاحب وغیرہ نے شیخ عبدالغنی نابلسیؒ صاحب روح البیان اور امام خشکیؒ اور مظلومیؒ وغیرہ سے جو یہ نقل کیا ہے کہ مشائخ علماء اور سادات کی قبور پر عمارت اور گنبد بنانا جائز ہے اور اس کو کم از کم مستحب اور حوالہ قرار دیا ہے تو یہ سراسر باطل اور مردود ہے۔ اس کا مختصر اور پورا جواب صرف اتنا ہی کافی ہے کہ نہ یہ تو حضرات معصوم ہیں نہ مجتہد پھر نبی معصوم ﷺ اور امام مجتہد کے صریح ارشاد کے مقابلہ میں ان کی بات کون سنتا ہے بالغلط۔

الجواب :- یہ ہے دلائل کی کائنات جس پر مولوی صاحب حل من مبارز بکار کر 10000 ہزار روپے کا انعام دیتے ہیں۔ اتنے حوالہ جات کا جواب صرف تین یا چار لائنوں میں بقول شاعر۔

اک تبسم ہزار شکوؤں کا
کتنا پیارا جواب ہوتا ہے

جو اس عبارت کو جواب کہے میں کہتا ہوں وہ محض نادان اور دین سے بے سرو ہے۔ میں پوچھتا ہوں کیا ملا علی قاریؒ علامہ شامیؒ علامہ مظلومیؒ جو کہ حنفی ہیں کیا غلط بات کہہ گئے کیا انہیں امام مجتہد کے قول کا پتہ نہیں تھا۔ چلو مانا کسی ایک نے غلط بات کہہ دی ہو گئی۔ مگر یہ تو پوری پلٹن کی پلٹن ہے کس کس کو جھٹلاؤ گے۔ کیا تم سنت رسول ﷺ کے دشمن تھے؟ محاذ اللہ جن حضرات نے دین اسلامی اتنی خدمت کی ہو ان پر یہ الزام اور یہ کہنا کہ ان کو کون سنتا ہے کتنی سخت گوئی ہے۔ مولوی سرفراز صاحب آپ نہ سنیں کلن بند کر لیں۔ لیکن جس طبقہ کو مشائخ امت سے محبت ہے وہ ان کے اقوال

کو سر آنکھوں پر رکھتا ہے۔ اور اس پر دعویٰ آپکو یہ کہ ہم ائمہ کرام سے منسلک ہیں کیسی بے دلیل بات ہے۔ کیا ایسی گپ شب ہانک دنیا یا نری بکواس کرنا ہی جواب اور معیار تحقیق ہے۔ کیا ایسی کچھ دیوبند میں لکھا یا جاتا ہے۔ مدح حیف ہے ان لوگوں پر جو ان پر اعتماد کرتے ہیں۔ کیا انہوں نے مرثیہ نہیں سوچا ہے۔ کیا خوف خدا ان کے دلوں سے بالکل نکل چکا ہے۔ جو ایسی بے سرو پا باتوں پر بغلیں بجاتے ہیں۔ میں بار بار عرض کر چکا ہوں کہ جہاں اس فعل سے انکار ثابت ہے وہاں عام مسلمانوں کے قبور کے متعلق حکم ہے اور جہاں جائز ہے وہاں قبور اولیاء کے متعلق حکم ہے آئیے ذرا اس کی مثال ملاحظہ فرمائیے۔

”پہلی مثال“

علامہ شامی در مختار ص 101 جلد 1 پر فرماتے ہیں۔

اما البناء فلم لزم الاختيار جوازہ

ترجمہ :- مجھے معلوم نہیں کسی نے عمارت کے جواز کو پسند کیا ہو۔ باب جنت ص 32 و راہ سنت ص 174 کہنے کو تو ہم بھی یہ کہہ سکتے تھے کہ یہ سراسر باطل اور مردود ہے جیسا کہ مولوی سرفراز نے کہہ دیا۔ لیکن انہیں یہ حوالہ مردود نہ لگانا چاہیے۔ لیکن سرفراز کو پتہ ہونا چاہیے کہ علماء اہل سنت و الجماعت طبقہ بریلوی اپنے مدعا پر دلیل رکھتے ہیں۔ بلا دلیل بات کہنا تو آپ کا ہی شیوہ ہے اس حوالہ میں یہ کب تصریح ہے کہ قبور اولیاء پر عمارت بنانا پسندیدہ بات یہ حکم تو عامۃ المسلمین کی قبروں کے متعلق ہے کیونکہ خود علامہ شامی فرماتے ہیں جامع الفتاویٰ سے منقول ہے۔ جلد اول باب الدفن میں ہے

وفیل لا یکرہ البناء اذا کان المیت من المشائخ و العلماء و السادات ترجمہ :- مشائخ اور علماء اور سادات کرام کی قبور پر عمارت بنانا بلا کراہت جائز ہے اسی باب الدفن میں فرماتے ہیں۔ فیل لا یاس بہ و هو المختار۔ یعنی عمارت بنانے میں کوئی حرج نہیں اور یہ بات پسندیدہ ہے۔

اب کوئی سرفراز سے پوچھے کہ علامہ شامی کی ایک بات مطلب کی اڑائی جلاتا کہ تمہارے دعویٰ سے اسے دور کا تعلق بھی نہیں اور دوسری عبارت چھوڑ دی۔ کیا وجہ ہے۔ اس کا صاف مطلب لوگوں کو دھوکہ میں رکھنا نہیں ہے اور نام کیا رکھا ہے راہ

ت۔ سبحان اللہ اونچی روکلن پھیکا پکون والی بات ہے۔

قارئین کرام آپ کو پتہ چل گیا ہو گیا کہ علامہ شامی عام مسلمانوں کی قبروں کے متعلق فرماتے ہیں کہ میں نے کسی کو اس کے جواز کو اختیار کرتے نہیں دیکھا اور پھر فرما دیتے ہیں کہ ائمہ سلف نے قبور اولیاء پر عمارت بنانے کو جائز کہا ہے۔ کوئی اشکل ہی باقی نہ رہا۔ مسئلہ ہی صاف ہو گیا۔

”دوسری مثال“

مولوی سرفراز صاحب راہ سنت ص 174 پر ملا علی قاری کے حوالہ سے لکھتے ہیں

و ہی ما لئکرہ ائمة المسلمین کا التبناء علی القبور و تجسیصہا۔ مرفات

ترجمہ :- بدعت خلافات وہ ہے جس کا ائمہ مسلمین نے انکار کیا ہو جیسے قبروں پر عمارت بنانا اور ان کو پختہ کرنا۔ اس کے بعد مولوی صاحب یوں حاشیہ چڑھاتے ہیں کہ اس سے معلوم ہوا کہ ائمہ مسلمین نے قبر پر عمارت بنانے اور ان کو پختہ کرنے سے سختی سے منع کیا ہے اور اس کو بدعت خلافات کہتے ہوئے انکار کیا ہے۔

الجواب :- بھلا کوئی اس نجدی زاہد سے پوچھے اس حوالہ سے تجھے کتنے نفلوں کا ثواب ہوا ہے یا تیرے مدعا کو اس سے کیا فائدہ ہوا ہے کیونکہ اس سے مراد یہ ہے کہ عامۃ المسلمین کی قبور پر عمارت نہ بنائی جائے۔ اس حوالہ میں ایسا کونسا لفظ ہے جس کا مطلب یہ ہے کہ قبور اولیاء پر عمارت بنانا ناجائز ہے۔ ملا علی قاری تو قبور اولیاء پر عمارت بنانے کو مباح فرماتے ہیں۔ ملاحظہ ہو۔ مرقات شرح مشکوٰۃ کتاب الجنائز باب دفن الیت میں فرماتے ہیں۔

قد اباح السلف البناء علی قبور المشائخ و العلماء المشہورین لیز و رہم الناس و یسنن یحبوا الجلوس۔

ترجمہ :- بے شک ائمہ سلف نے قبور اولیاء اور علماء پر عمارت بنانے کو مباح فرمایا تاکہ لوگ ان کی زیارت کریں اور وہاں بیٹھ کر راحت پائیں

قارئین کرام آپ نے بخوبی جان لیا ہو گا کہ ملا علی قاری کا عقیدہ کیا ہے کیا مولوی صاحب ساری مرقات پر یقین رکھتے ہیں کہ صرف مطلب کی باتوں پر۔ اب جبکہ خود ملا علی قاری اس کو مباح فرما رہے ہیں تو اب مولوی سرفراز کو بھی اس سے انکار

نہیں ہوتا چاہیے۔ لیکن ضد اور ہٹ دھرمی کو چھوڑنا پڑے گا۔ راہ حق یہی ہے۔ راہ سنت یہی ہے۔ کیونکہ ہمارا یقین ہے کہ ائمہ سلف سنت کے خلاف کوئی بات نہیں کر سکتے ورنہ دین کا تو بیڑا ہی غرق ہو گیا کیونکہ اگر ہمارے سلف ہی اتنے غلط ہوں گے تو دین کا کیا اعتبار جو انہی کی وجہ سے ہم تک آیا ہے۔ اب مولوی صاحب کو ایسے حوالہ جات پیش کرنا جن میں عام مسلمانوں کی قبور کے بارے میں حکم ہے۔ بے سود ہے۔ کیونکہ اس کے تو ہم بھی قائل ہیں۔ اس قسم کے حوالہ جات ہمارے لئے کیا خطرناک ہو سکتے ہیں ہاں البتہ ہمارے پیش کردہ حوالہ جات آپ کے لئے معزز ہیں جن کا جواب آپ کے پاس نہیں ہے۔ ہاں کپ شپ سے اپنا اور اپنے حواریوں کا جی بھلاتے رہے۔ کیونکہ جی کا بھل جانا بھی تو بڑی بات ہے +

لطیفہ

ان حوالہ مع چند اور اسی قسم کے حوالوں کے جناب سرفراز صاحب باب جنت میں یوں رقم طراز ہیں۔

قارئین کرام یہ ہیں وہ ٹھوس حوالہ جات جنہوں نے مفتی احمد یار خان صاحب گجراتی کے ہوش و ہواس گم کر دیئے پھر لکھتے ہیں ان حوالہ جات کا جواب مفتی صاحب کے ذمہ ہے۔

سبحان اللہ یہ کیسے ٹھوس حوالہ جات ہیں جنہوں نے مفتی صاحب مدظلہ علی کے ہوش و ہواس گم کر دیئے۔ آپ کی اس بات کی حقیقت چنڈو خانے کی گپ سے زیادہ حقیقت نہیں رکھتی۔ جن حضرات نے جاء الحق کا مطالعہ ایمانی نظر سے کیا ہے وہ تو آپ کے اس تقدس پر حیران ہوتے ہوں گے ان حوالہ جات کا جواب مفتی صاحب برسوں پہلے لکھ چکے ہیں۔ یہ تو آپ کی بے جا ضد ہے جو اپنے غلط مسلک پر قائم ہیں جو کہ سراسر تقریبات ائمہ کے خلاف ہے۔ ہاں البتہ دل لگتی بات تو یہ ہے کہ مفتی صاحب مدظلہ کی معرکہ الاراء تنصیف لطیف جاء الحق نے قلعہ دیوبند میں زلزلہ پیدا کر رکھا ہے اور آپ الزامات اور التہامات مفتی صاحب کے ذمے لگا کر اپنے حواریوں کے دل کو طفل تسلیاں دے رہے ہیں۔ غالباً یہی وجہ ہے کہ کتب راہ جنت لکھی تو صاحبزادہ مفتی افتخار احمد خان صاحب نے اور آپ کو جنہیں خواب و خیال میں مفتی صاحب ہی تصویر نظر آتی ہے اور آپ کے لئے ہوا کی حیثیت رکھتے ہیں۔ کسی صورت یہ ماننے

کے لئے تیار ہی نہیں کہ یہ کتب مفتی افتخار صاحب نے لکھی ہے بلکہ کتب باب جنت میں مفتی احمد یار خان صاحب مدظلہ علی کو خطاب کرتے ہیں بتائیے ہوش و حواس تھارے گم ہوئے کہ مفتی صاحب مدظلہ کے۔ آپ کی بے لگتی باتوں سے تو مجھ پر جو کہ مفتی صاحب مدظلہ کے پاؤں کی خاک کے برابر بھی نہیں ہے کوئی اثر نہیں ہوا ہے۔ ہوش گم ہونے تو کجا مجھے تو پریشانی بھی نہیں ہوئی۔ البتہ اس کا نتیجہ یہ نکلا کہ میں آپ کے جواب میں کتب لکھ رہا ہوں۔ کہیں اسے بھی مفتی صاحب کی تعریف سمجھ بیٹھتا۔ میاں میں تو یہاں جنگ صدر میں بیٹھا ہوں اور سبھرات کا فاصلہ یہاں سے سینکڑوں میل کا ہے۔ لیکن روحانی فاصلہ چند انچوں کا بھی نہیں۔

قول امام ابو حنیفہ پر بحث

قارئین کرام جیسا کہ روز روشن کی طرح واضح ہو چکا ہے کہ قبور اولیاء پر عمارت و قبور بنانا مباح ہے اور حنفی فقہاء نے اس بات کی تصریح کر دی ہے کہ ائمہ سلف نے قبر اولیاء پر عمارت بنانے کو مباح فرمایا اور پھر انہوں نے حوالہ دیا کہ یعنی یہی بات مختار اور پسندیدہ ہے یعنی قبور اولیاء پر عمارت بنانا پسندیدہ بات ہے۔ اس بات کی تائید میں مفتی احمد یار خان صاحب مدظلہ نے امام شریعتیؒ کے حوالہ سے لکھا کہ امام ابو حنیفہؒ نے بھی قبور اولیاء پر عمارت بنانے کو جائز کہا حوالہ کے الفاظ یہ ہیں۔

قول ابی حنیفہ یجوز ذالک الخ یعنی امام ابو حنیفہ فرماتے ہیں کہ قبور اولیاء پر عمارت بنانا جائز ہے

مولوی سرفراز اس پر اعتراض کرتے ہیں کہ یہ دسویں صدی کے ایک مولیٰ کی بے سروپا بات ہے دیکھئے راہ سنت ص 172 محصلہ

ہاں جی یہ تو آپ کو بے سروپا بات لگتی ہوئی آپ کے مذہب کے خلاف جو ہے اور اسکے علاوہ وہ تمام فقہائے حنفیہ کے حوالہ جات جنہوں نے قبور اولیاء پر عمارت بنانے کو مستحب فرمایا ہے کیا انہوں نے مسلک امام ابو حنیفہؒ سے بغوت کی ہے (مسئلہ اللہ) نہیں کی اور یقیناً نہیں کی تو کیا تمام فقہائے احناف جنہوں نے اس فعل کو مباح فرمایا پاگل تھے؟ صرف لفظ بے سروپا لکھنے سے تو جواب نہیں ہو جاتا۔ امام شریعتیؒ کا حوالہ تو ان تمام حوالہ جات کی وجہ سے قوی ہو جاتا ہے۔

اعتراضات۔ حضرت امام محمدؒ کے حوالہ سے مولوی سرفراز لکھتے ہیں ترجمہ ان کا اپنا

ہی ہے۔ ہم اس کو صحیح نہیں سمجھتے کہ جو مٹی قبر سے نکلی ہے اس سے زیادہ اس پر ڈالی جائے اور ہم مکروہ سمجھتے ہیں کہ قبر پختہ کی جائے یا اس پر لپائی کی جائے (آگے فرمایا) اس لیے نبی کریم ﷺ نے قبر کو مریع بنانے اور اس کو پختہ بنانے سے منع کیا ہے۔ یہی اہل اذہب ہے اور یہی حضرت امام ابو حنیفہ کا قول ہے بلکہ

اس کے بعد فرماتے ہیں کہ اگر امام شعرانی کے قول سے جو کہ انہوں نے امام ابو حنیفہ کا قول پیش کیا ہے اگر قبروں کے جواز پر رجحری ہو مگر تو امام محمد کے قول سے عدم جواز پر رجحری نہ ہوئی۔

الجواب :- قبر کو پختہ کرنے کی بحث مکمل پچھلے صفحات میں گذر چکی ہے علاوہ کی ضرورت نہیں ہے۔ لیکن صرف ایک بات مولوی سرفراز سے پوچھنا ہے کہ مذکورہ حوالہ میں کون سا لفظ ہے جس کا یہ معنی ہے کہ امام ابو حنیفہ نے قبور اولیاء پر عمارت بنانے سے منع فرمایا۔ کیا قبر کو مریع بنانے کا مطلب یہ ہے کہ امام ابو حنیفہ نے قبور اولیاء پر عمارت و قبہ بنانے کو مکروہ کہا ہے؟ آخر کوئی تو بات ہے ہم جیسی تو یوں چچھا رہے ہیں۔ یوں ہی بے ٹکی ہانکنے کو کیا تحقیق کہتے ہیں؟

اعتراض :- اس کے علاوہ مولوی سرفراز صاحب نے راہ سنت پر کچھ فقہاء احناف کے حوالہ جلت نقل کیے ہیں وہ مندرجہ ذیل ہیں (صرف تراجم نقل میں) پہلا حوالہ۔ کبیری کا ہے ترجمہ یہ ہے۔ قبر کو پختہ بنانا اور اس کی لپائی کرنا مکروہ ہے اور یہی مٹیوں اماموں کا قول ہے (پھر آگے فرمایا) اور امام ابو حنیفہ سے روایت ہے کہ قبر پر مکھن یا قبہ یا اس کی مانند کوئی اور عمارت بنانا مکروہ ہے اور یہ مذکورہ حدیث اس کی دلیل ہے دوسرا حوالہ فتاویٰ سراجیہ سے منقول ہے (صرف ترجمہ نقل ہے) قبور پر عمارت بنانا مکروہ ہے۔ تیسرا حوالہ قاضی خان کا ہے (صرف ترجمہ نقل ہے) قبر کو پختہ نہ بنایا جائے اس لیے آنحضرت ﷺ نے قبر کے پختہ بنانے اور چاندی کے پانی سے جڑاؤ کرنے اور کرنے اور قبر پر عمارت بنانے سے منع کیا ہے اس کے علاوہ عالمگیری اور فتح القدیر کا حوالہ لکھا ہے جس کا مطلب یہ ہے کہ قبر کو مریع بنانا۔ پختہ کرنا اور عمارت بنانا مکروہ ہے راہ سنت ص 173

الجواب :- ان تمام باتوں کا جواب پچھلے صفحات میں مکمل طور پر موجود ہے کہ جن

عمارت بنانے کو مکروہ کہا وہاں حکم علتہ المسلمین کی قبور کے متعلق ہے اور اس کی مثالیں میں پیش کر چکا ہوں کہ انہوں نے عام مسلمانوں کی قبور پر عمارت بنانے اور پختہ بنانے کو مکروہ کہا۔ اور قبور اولیاء پر عمارت بنانے کو مباح فرمایا اور بحوالہ امام شعرانی مگر پکا ہے کہ امام ابو حنیفہ نے قبروں پر عمارت بنانے کو جائز فرمایا ہے نہ تو ہم کسی کو بے ایمان کہہ سکتے ہیں اور نہ ہم کسی کے قول کو مردود کہہ سکتے ہیں البتہ خدا لے ہمیں اتنی عقل دی ہے کہ ہم اقوال فقہاء میں تطبیق کر سکتے ہیں۔ کہ جن امام ابو حنیفہ کا قول ہے کہ قبور پر عمارت نہ بنائی جائے وہاں حکم علتہ المسلمین کی قبور کے متعلق ہے اور جن عمارت بنانے کو مباح قرار دینے کا قول ہے وہاں حکم قبور اولیاء کے متعلق ہے اب بھی اگر کس کے ذہن میں کوئی اشکال ہے تو اس کے ذہن کا قصور ہے۔

اعتراض نمبر 2 :- مولوی سرفراز صاحب قیوں کو کرانے کے جواز میں باب جنت ص 27 اور راہ سنت ص 175 پر ایک روایت لکھتے ہیں جو مندرجہ ذیل ہے ترجمہ ان ہی کا ہے۔ حضرت ابو الجہلیج الاسدی فرماتے ہیں ”مجھے حضرت علیؑ نے فرمایا کہ کیا تجھے میں اس کام کے لیے نہ سمجھوں جس کے لیے مجھے آنحضرت ﷺ نے بھیجا تھا وہ یہ کہ کوئی فوٹو اور مجسمہ مٹائے بغیر نہ چھوڑنا اور کوئی اونچی قبر نہ چھوڑنا مگر یہ کہ اس کو برابر کر دیتے۔“

الجواب :- اس کا جواب بھی مفتی صاحب مدلل دے چکے ہیں میں زیادہ بستر سمجھتا ہوں کہ پہلے آپ کا جواب لکھوں اور پھر مولوی سرفراز کا اعتراض پیش کروں اور پھر جواب الجواب لکھ کر حق و باطل کو کھوں۔ تو قارئین کرام سے مفتی صاحب فرماتے ہیں۔ جن قبور کو گرا دینے کا حکم حضرت علیؑ نے دیا تھا وہ کفار کی قبریں تھیں نہ کہ مسلمین کی اس کی چند وجہ ہیں اولاً تو یہ کہ حضرت علیؑ نے فرمایا کہ میں تمہیں اس کام کے لیے بھیجتا ہوں جس کے لیے مجھے حضور علیہ السلام نے بھیجا حضور علیہ السلام کے زمانے میں جن قبور کو حضرت علیؑ نے گرایا وہ مسلمانوں کی قبریں نہیں ہو سکتی۔ کیونکہ حضور علیہ السلام ہر صحابی کے دفن میں شرکت فرماتے تھے۔ نیز صحابہ کرام کا کوئی کام بھی حضور علیہ السلام کے مشورہ کے بغیر نہیں ہوتا تھا لہذا اس وقت جس قدر قبور مسلمین بنیں وہ یا تو حضور علیہ السلام کی موجودگی میں یا آپ کی اجازت سے بنیں تو وہ کون سے مسلمانوں کی قبریں تھیں جو کہ نا جائز بن گئیں اور ان کو مٹانا پڑا؟ ہاں

عیسائیوں کی قبور اونچی ہوتی تھیں۔ بخاری شریف ص 41 مسجد نبوی کی قبر کے بیان میں ہے۔ لہذا النبی علیہ السلام بقبر المشرکین فنبشت۔ ترجمہ :- حضور علیہ السلام نے مشرکین کی قبروں کا حکم دیا پس اکھڑ دی گئیں بخاری شریف جلد اول ص 61 میں ایک باب باندھنا۔ هل ینبش قبور مشرکی البجاہیف کیا مشرکین زمانہ جاہلیت کی قبریں اکھاڑ جاویں اس کی شرح میں حافظ ابن حجر فتح الباری شرح بخاری جلد دوم ص 26 میں فرماتے ہیں۔ (صرف ترجمہ نقل ہے) یعنی ہوا انبیاء اور ان کے متبعین کے کیونکہ ان کی قبریں ڈھانے میں ان کی اہانت ہے اس حدیث میں اس پر دلیل ہے کہ جو قبرستان ملک میں آگیا اس میں تصرف کرنا جائز ہے اور پرانی قبریں اکھڑ دی جاویں بشرطیکہ محترم نہ ہوں اس حدیث اور اس کی شرح نے مخالف کی پیش کردہ حدیث علی رضی اللہ عنہ کی تفسیر کر دی کہ مشرکین کی قبریں کرائی جاویں دوسرے اس لیے کہ اس میں قبر کے ساتھ فوٹو کا کیوں ذکر ہے مسلمان کی قبر پر فوٹو کھلی ہوتا ہے؟ معلوم ہوا کفار کی قبریں ہی مراد ہیں۔ کیونکہ ان کی قبروں پر میت کا فوٹو بھی ہوتا ہے۔ تیسرے اس لیے فرماتے ہیں کہ اونچی قبر کو زمین کے برابر کر دو اور مسلمان کی قبر کے کے لیے سنت ہے کہ زمین سے ایک ہاتھ اونچی رہے۔ اس کو بالکل پیوند زمین کرنا خلاف سنت ہے ماننا پڑے گا کہ یہ قبور کفار تھیں ورنہ تعجب ہے کہ سیدنا علی تو اونچی قبریں اکھاڑا دیں اور ان کے فرزند محمد ابن حنفیہ ابن عباس کی قبر پر قبہ بنائیں۔ اگر کسی مسلمان کی قبر اونچی بن بھی گئی تب بھی اس کو اکھڑ نہیں سکتے کیونکہ اس میں مسلمان کی توہین ہے۔ اولاً اونچی نہ بناؤ مگر جب بن جائے تو نہ مٹاؤ۔ قرآن پاک چھوٹا ساڑ چھاپنا منع ہے دیکھو شامی کتب باب الکراہت۔ مگر جب چھپ گیا تو اس کو نہ چھینو نہ جلاؤ کیونکہ اس میں قرآن کی بے ادبی ہے لہذا جاء الحق ص 294

قارئین کرام آپ نے دیکھا کتنی نفیس تقریر ہے لیکن اعتراض کرنے والے تو قرآن کریم پر بھی اعتراض کرتے ہیں اور پھر یہ تو مفتی صاحب کی کتب جاء الحق ہے لوگ تو خدا کے کلام کو نہیں چھوڑتے۔ آئیے ان اعتراضات کو دیکھتے ہیں جو کہ مندرجہ بالا عبارت پر کیے گئے ہیں۔

مندرجہ بالا عبارت پر اعتراضات

پہلا اعتراض :- راہ سنت ص 179 پر مولوی سرفراز گکڑی لکھتے ہیں :- سب باتیں مفتی احمد یار خان صاحب کی جہالت اور بے خبری کا نتیجہ ہیں اولاً اس لیے کہ فتح الباری کا مصنف وہ ابن حجر کی کو قرار دیتے ہیں حالانکہ فتح الباری حافظ ابن حجر عسقلانی کی تصنیف ہے جو ابن حجر کی سے اقدام بھی ہیں اور اعلم بھی ہیں۔ مگر افسوس یہ ہے کہ اس چودھویں صدی میں ایسے لوگ مفتی بن گئے جن کو فتح الباری جیسی کتب کے مولف کا صحیح علم نہیں ہے حیرت ہے ایسے مفتی پر۔

الجواب :- سرفراز صاحب شکایت صرف اس بات کی ہے کہ آپ حقیقت کو جھٹلانے میں سب سے دو قدم آگے ہیں۔ ہمارا یہ کہنا کتنی غلط بات ہے کہ مفتی صاحب فتح الباری کے مصنف ابن حجر کی کو قرار دیتے ہیں حالانکہ مفتی صاحب مدظلہ نے صریح طور پر یہ الفاظ لکھے ہیں۔

”حافظ ابن حجر فتح الباری میں فرماتے ہیں“ اس وقت ہمارے پاس اٹھائیسواں ایڈیشن ہے اس میں یہی الفاظ ہیں۔ کیا حافظ ابن حجر اور ابن حجر کی میں آپ کو کوئی فرق نظر نہیں آتا مگر افسوس چودھویں صدی میں ایسے لوگ شیخ الحدیث بن گئے جنہیں حافظ ابن حجر اور ابن حجر کی میں کوئی فرق نظر نہیں آتا۔ الزام ان کو دینا تقصیر اپنا نکل آیا۔ علماء کرام ابن حجر کی کے ساتھ لفظ کی لکھتے ہیں اور حافظ ابن حجر عسقلانی کے ساتھ لفظ حافظ لکھتے ہیں یا عسقلانی لکھتے ہیں اور مفتی صاحب کی کتب جاء الحق میں صریح طور پر حافظ کا لفظ موجود ہے۔ اگر نہیں دیکھ سکتے تو نظر کی عینک بھجوا دیتے ہیں؟

قارئین کرام آپ دیکھ چکے ہیں کہ سرفراز صاحب کیسی بے نکی باتیں کرتے ہیں اور پھر اس پر فخر کرتے ہیں۔ ایسے بے سرو پا اعتراضات کرنے کا مقصد سوائے اور کیا ہے کہ لوگوں کو مفتی صاحب مدظلہ سے بدظن کیا جائے مگر بقول شاعر

مدی لاکھ برا چاہے تو کیا ہوتا ہے

دعی ہوتا ہے جو منظور خدا ہوتا ہے

دوسرا اعتراض :- اس کے بعد سرفراز صاحب لکھتے ہیں مفتی صاحب کو یہ بھی

معلوم نہیں کہ نبش قبور الگ چیز ہے جس کے بارے میں آنحضرت ﷺ نے مشرکین کی قبروں کو اکھاڑنے کا حکم دیا تھا اور مفتی صاحب کے قول کے مطابق شیخ ابن حجر کی نے شیخ الباری میں اس کی شرح کی ہے اور تسویر قبور اور چیز ہے دونوں میں زمین و آسمان کا فرق ہے۔

الجواب :- میں پوچھتا ہوں کہ کیا اپنی طرف سے دو چار سطروں کے لکھ دینے سے مدلل حوالہ جات کا جواب ہو جاتا ہے۔ صرف یہ کہہ دینے سے کہ دونوں میں زمین و آسمان کا فرق ہے تو جواب نہیں ہو جاتا۔ مفتی صاحب مدظلہ نے اس کی تائید کے لیے جو مدلل بحث کی ہے اس کا جواب دو۔ آئیے میں تم کو بتاتا ہوں کہ جن دلائل کو آپ نے چھوا تک نہیں اور دعویٰ ہے کہ جہاں الحق کا جواب دیا ہے۔

پہلی دلیل :- مفتی احمد یار خان صاحب مدظلہ علی اپنے اس دعویٰ کی تائید میں کہ حضرت علیؑ نے اپنے افسر کو مشرکوں کی قبروں جو تھیں ان کے متعلق حکم دیا تھا کہ مسلمانوں کی قبروں کے متعلق تھا لکھتے ہیں کہ حضرت علیؑ نے فرمایا میں تمہیں اس کام کے لیے نہ بھیجوں جس کے لیے مجھے آنحضرت ﷺ نے بھیجا تھا۔ تو یہ کیسے ہو سکتا ہے حضرت علیؑ کو قبور مسلمانوں کے لیے حکم دیا ہو جب کہ حضور علیہ السلام ہر صحابی کے دفن میں شریک ہوتے تھے کیا حضور ﷺ نے خود ہی اونچی قبریں اپنے سامنے بنوائیں اور خود ہی ان کو ڈھانے کا حکم دیا۔ یہ نہیں ہو سکتا۔ بلکہ یہ حکم مشرکوں کی قبور کے متعلق تھا۔ عمل۔

دوسری دلیل :- اس کے بعد مفتی صاحب ارشاد فرماتے ہیں کہ صحابہ کرام کا کوئی کام بھی حضور علیہ السلام کے مشورے کے بغیر نہیں ہوتا تھا اس لیے جس قدر قبور مسلمان بنیں وہ یا تو حضور ﷺ کی موجودگی میں بنیں یا حضور علیہ السلام کی اجازت سے تو کون سے مسلمانوں کی قبریں تھیں جو کہ ناجائز بن گئیں اور ان کو مٹانا پڑا۔ یہی عیسائیوں کی قبور اونچی ہوتی تھیں۔ عمل۔

سرفراز صاحب بتائیں کہ ان دلائل کا جواب راہ سنت کے کون سے منہ پر ہے۔ اب تو روز روشن کی طرح واضح ہو گیا کہ حکم قبور مشرکین کے متعلق تھا کہ نہ کہ قبور

مسلمان کے متعلق۔ ورنہ سرفراز صاحب ہی بتائیں کہ کیا صحابہ کرام حضور علیہ السلام کے خلاف کوئی کام کر سکتے ہیں نہیں اور یقیناً نہیں تو مٹانا پڑے گا کہ مفتی صاحب کا دعویٰ حق ہے اور دعائے بار باطل محض۔ صرف دو چار الفاظ اپنی طرف سے گھڑانے سے جواب نہیں بن جاتا صرف اتنا کہتا ہوں کہ

عشق کیا ہے تو مذاق عاشقی پیدا کرو۔

اگر منہ مفتی صاحب کے لگے ہو تو کوئی بات مدلل لکھا کر ورنہ یوں ہی انا تک شاکہ ہانکنے کا نام جواب نہیں ہے۔ شاید دیوبند میں یہی سکھایا جاتا ہو۔

اعتراض نمبر 3:- اس کے بعد مولوی سرفراز صاحب اپنے اس دعویٰ کی تائید میں کہ حکم مسلمانوں کی قبور کے متعلق تھا ایک روایت مسلم۔ نسائی۔ ابو داؤد کی لکھتے ہیں ترجمہ ان کا اپنا ہی ہے۔ ہم حضرت فضلہ ابن عبیدہؓ (المتوفی 53 ھ) کے ساتھ روم کی سرزمین روم کے مقام پر تھے کہ ہمارا ایک ساتھی فوت ہو گیا حضرت فضلہ نے ان کی قبروں کو (عام قبروں کے ساتھ) برابر کرنے کا حکم دیا پھر ارشاد فرمایا میں نے نبی کریم ﷺ سے سنا ہے کہ آپ نے قبروں کو برابر کرنے کا حکم دیا تھا۔

الجواب :- قارئین کرام اس کا جواب ہم اپنی طرف سے پیش نہیں کرتے بلکہ وہ جواب نقل کرتے ہیں جو کہ صاحبزادہ مفتی اقدار صاحب نے دیا ہے ملاحظہ ہو فرماتے ہیں۔

مولوی صاحب نے اس حدیث سے دھوکہ دیا ہے کہ وہاں ایک قبر اونچی بنا دی گئی تھی تو حضرت فضلہ نے اسے ڈھا کر دوسری قبروں کے برابر کر دی۔ حالانکہ نہ یہ اس حدیث کا ترجمہ ہے نہ اس سے ماخوذ ہے کیسے ہو سکتا ہے کہ حضرات صحابہ کرام خود ہی اولاً قبر ناجائز بلکہ خلاف سنت بنائیں اور پھر خود ہی ڈھائیں بلکہ یہاں تو فرمایا گیا کہ اول ہی سے وہ قبر مطابق سنت رکھی گئی اس کی تصریح تہذیب کی روایت میں ہے جس الفاظ یہ ہیں۔ فتوفی ابن عم لیس یقال لہ نافع ابن عبیدہ فقام فضالہ فی حضرة فلما دفنہ۔ قال حفصوا عنه التراب فان رسول اللہ ﷺ کان یامرنا بنسوية القبور۔

ترجمہ :- میرا چچا بھائی فوت ہو گیا جسے باغ ابن عبید کما جاتا تھا تب فضلہ ایک کڑے میں کھڑے ہو گئے۔ جب ہم ان کو دفن کرنے لگے تو آپ نے فرمایا ان کی مٹی کم رکھو۔ نبی ﷺ نے قبور کے برابر رکھنے کا حکم دیا ہے۔ صاف معلوم ہوا کہ قبر اول ہی سے بقدر مسنون رکھی گئی تھی یہ نہ ہوا تھا کہ اولاً تو اونچی بنا دی گئی۔ بعد میں ڈھائی گئی۔ مولوی صاحب کا اس حدیث سے قبور ڈھانے کا جواز بلکہ حکم ثابت کرنا حدیث پر ظلم ہی ہے۔ ہم بھی کہتے ہیں مسلمان کی قبر ایک ہاشت رکھی جاوے۔ یہی سنت ہے لیکن ساتھ ہی ہم یہ بھی کہتے ہیں کہ اگر کسی مسلمان کی قبر خلاف سنت اونچی بن گئی ہو تو بعد میں اسے ڈھایا نہ جاوے کہ اب اس ڈھانے میں مومن کی توہین ہے جیسے قرآن شریف اول سے ہی بڑی قطع پر پھیلایا جاوے لیکن اگر چھوٹی قطع پر چھپ گیا ہو تو طبع شدہ حائل جلانی نہ جاویں کہ اس میں قرآن مجید کی توہین ہے۔ مسلمانوں! یہ ہے دیوبندیوں کی دھوکا بازی کہ اپنے مذہب باطل کی تائید کرنے کے لیے کیسے کیسے دھوکے۔ جعل سازیاں کرتے ہیں رب کی پناہ۔ افسوس ہے کہ مولوی صاحب نے اس حدیث کے ذریعہ کھینچ نکال کر مسلمانوں کی قبریں ڈھانے کا جواز ثابت کیا مگر مولوی صاحب کو بخاری شریف کی حضرت خارجہ کی روایت نظر نہ آئی کہ وہ فرماتے ہیں کہ ہم میں بڑا پہلوان وہ تھا جو حضرت عثمان ابن عفان کی قبر کو پھلانگ جاتا اور یہ اونچی قبر خود حضور علیہ السلام نے بنوائی تھی مولوی صاحب ہوش کی بیڑ۔ ان احادیث سے تو معلوم ہوا کہ عوام کی قبور ایک ہاشت سے زیادہ نہ ہوں خواص کے مزارات کچھ اونچے بھی ہو سکتے ہیں راہ جنت مصنفہ صاحبزادہ افتخار احمد خان صاحب صفحہ 86 87 میں مولوی سرفراز سے پوچھتا ہوں کہ باب جنت کے کون سے صفحے پر اس کا مدلل جواب ہے۔ قارئین کرام آپ ان دلائل کا جواب باب جنت میں کہیں نہ پائیں گے اور سرفراز نے جو یہ لکھا کہ الحمد للہ کہ ہم نے مفتی صاحب کے رسالہ راہ جنت کا کوئی حوالہ نہیں چھوڑا جس کا جواب عرض نہ کر دیا ہو۔ (باب جنت 276) کیسا جھوٹ ہے اس کا مطلب یہ ہوا کہ انہوں نے مان لیا ہے کہ حضرت علیؑ نے قبور مشرکین کے متعلق حکم دیا تھا اور یہ حکم مسلمین کی قبور کے متعلق نہیں تھا ورنہ لکھنا نہیں اعتراض ہوتا تو کچھ نہ کچھ تو لکھتے لفظ ”مردود ہے“ ہی لکھ دیتے جیسا کہ ان کی اکثر عادت ہے کہ لٹوس

حوالہ جلت سے گھبرا کر یہ لفظ جگہ جگہ لکھ دیتے ہیں۔

اعتراض نمبر 4 :- اس کے بعد سرفراز صاحب راہ سنت پر لکھتے ہیں کہ مفتی صاحب کی یہ تحقیق بھی قائل راہ ہے کہ قبر کے ساتھ فوٹو کا ذکر ہے اور مسلمان کی قبر پر فوٹو کھلی؟ سبحان اللہ گویا مفتی صاحب نے یہ سمجھ رکھا ہے کہ فوٹو اور قبر ایک ساتھ ہوں حالانکہ قبروں کے مٹانے کا حکم الگ ہے اور تصویروں کے مٹانے کا حکم جدا ہے وہ جمل بھی ہوں ان کو مٹانا چاہیے۔ چنانچہ نسائی شریف میں اسی روایت میں یہ الفاظ آئے ہیں وہ صورت فی بیت کسی گھر میں کوئی تصویر اور فوٹو نہ چھوڑا۔

الجواب :- مولوی سرفراز نے اس کے علاوہ جو توجہ نہیں مفتی صاحب کی ہیں ان کا جواب نہیں دیا جن سے ثابت ہو گیا ہے کہ حکم مشرکین کی قبروں سے متعلق تھا۔ جس کا صاف مطلب یہ ہے کہ خود مولوی سرفراز کا دل بھی اس بات کو مانتا ہے لیکن ملا آں باشد چپ نہ شود پھر بھی چوں چوں کرتے ہیں یہ اعتراض محض لغو ہے کہ قبروں کے متعلق الگ حکم ہے اور تصویروں کے متعلق الگ حکم۔ کیونکہ اسے تو ہم بھی مانتے ہیں تصویر جمل بھی ہو مٹا دینا چاہیے لیکن حوالہ میں قبر اور فوٹو کا ذکر ہے اس لیے یہاں فوٹو کا ذکر خاص قبر کے ساتھ اس بات کی دلیل ہے کہ یہاں ان تصویروں کے متعلق حکم ہے جو قبور کے ساتھ ہوتیں تھیں اور سوائے مشرکین کے اور کسی کی قبر پر میت کا فوٹو نہیں ہوتا ہے اس لیے بھی مشرکین کی قبور کے متعلق ہی حضرت علیؑ کا حکم ہے اور سرفراز کو بھی اس سے انکار نہیں ہے۔ ان اعتراضات کے علاوہ اور کوئی توجہ طلب اعتراض نہیں ہے جس کا جواب دیا جائے۔

لطیفہ پر لطیفہ

سرفراز صاحب راہ سنت ص 182 پر لکھتے ہیں۔

نوٹ :- قبروں پر قبوں اور گنبدوں کا گرانا صحیح احادیث اور اقوال فقہاء سے ثابت ہے۔ مگر یہ بات اچھی طرح ملحوظ خاطر رہے کہ یہ کلام سلطان اسلام اور اسلامی حکومت کا ہے انفرادی طور پر افراد کا کام نہیں ہے اس لیے عوام کو قانون اپنے ہاتھ میں لینے کی ہرگز گنجائش نہیں۔

جناب مفتی افتخار صاحب راہ جنت ص 88 پر لکھتے ہیں کہ مولانا آپ کا یہ فرمایا کہ آیت وحدیث سے مستنبط ہے کہ قبے و گنبد وغیرہ حکومت و حاکمے دو سرا نہ اڑھائے۔ حکومت کی قید کمال سے لگی پھر فرماتے ہیں کہ مولانا کی امت قلم و زبان میں تو بہت زور ہے مگر بزدلی کا یہ عالم ہے کہ اپنے فوضے پر عمل کرتے ہوئے دل گھٹنا ہے کہ اگر کسی نے اپنے فضل کی ذمہ داری مجھ پر ڈال دی تو دھریا جاؤں گا اور قانونی گرفت سے بچنے کے لیے مندرجہ بالا عبارت تحریر فرمادی۔ عہد

جناب سرفراز صاحب جواب میں فرماتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ نے اپنے وقت میں حضرت علیؑ کو اور پھر حضرت علیؑ نے اپنے ایک افسر کو قبریں اڑھانے کا حکم دیا تھا اس لیے یہ حکومت کا کام ہے۔ پھر مختلف جرم گنوا کر کہتے ہیں کہ مفتی صاحب ہی فرماتے ہیں کہ انہوں نے کتنے مجرموں کو سزا دی ہے پھر فرماتے ہیں کہ اسلام میں مرتد کی سزا قتل ہے تو انہوں نے کتنے مرتدوں کو قتل کر کے ثواب حاصل کیا ہے۔ عہد

الجواب :- قارئین کرام یہ پوری طرح ثابت ہو چکا ہے کہ حضرت علیؑ نے اپنے افسر کو مشرکین کی قبریں اڑھانے کے لیے بھیجا تھا نہ کہ مسلمین کی قبروں کے مطلق حکم تھا۔ جس کا جواب سرفراز صاحب کے پاس نہیں ہے۔ قطع نظر اس کے اس روایت میں تو قبریں اڑھانے مجسمہ اور فوٹو مٹانے کا ذکر ہے دیکھئے الفاظ یہ ہیں۔ صرف ترجمہ نقل ہے۔

مجھے حضرت علیؑ نے فرمایا کہ کیا تجھے میں اس کام کے لیے بھیجوں جس کے لیے آنحضرت ﷺ نے مجھے بھیجا تھا۔ وہ یہ کہ کوئی فوٹو اور مجسمہ مٹائے بغیر نہ چھوڑنا اور کوئی اونچی قبر نہ چھوڑنا مگر یہ کہ اس کو برابر کر دے۔

سرفراز صاحب ہی بتائیں کہ کیا فوٹو اور مجسمہ کا معنی قبہ و گنبد ہے یا اونچی قبر کا مطلب ہے کہ کوئی گنبد یا قبہ نہ چھوڑے۔ روایت میں تو کوئی ایسا لفظ ایسا نہیں ہے جس سے یہ مطلب نکلا ہو کہ گنبد و قبہ مٹا دینا اور ہمیں اپنے الفاظ تو یاد ہی ہوں گے وہ یہ ہیں قبروں پر قبے اور گنبدوں کا کرنا صحیح احولث اور اقوال فقہا کرام سے ثابت ہے مگر یہ بات اچھی طرح ملحوظ خاطر رہے کہ یہ کام سلطان اسلام اور اسلامی حکومت کا کام ہے اس لیے راہ سنت ص 182

دیکھئے آپ نے تو لکھا ہے قبر پر گنبد و قبہ اڑھانا اسلامی حکومت کا کام ہے۔ لیکن روایت میں کیا آپ کوئی ایسا لفظ دکھا سکتے ہیں جس کا مطلب یہ ہو کہ حضرت علیؑ نے اپنے افسر کو گنبد و قبے مٹانے کے لیے بھیجا ہے اور روایت میں تو صاف طور پر لکھا ہے کہ حضرت علیؑ نے اس لیے بھیجا تھا کہ کوئی فوٹو اور مجسمہ نہ چھوڑنا اور نہ کوئی اونچی قبر چھوڑنا مگر یہ کہ اس کو برابر کر دے۔ اور یہ تو ثابت ہی ہو چکا ہے کہ یہ حکم قیور مشرکین کے متعلق تھا مجرموں وغیرہ کے لیے صاف حکم ہے کہ یہ حکومت اسلامیہ کا کام ہے۔

تفسیر روح البیان پر اعتراض اور اس کا جواب

قارئین کرام آپ دیکھ چکے ہیں کہ ایک ایسا مسئلہ جس کا اقراء تمام علماء امت کو ہے سرفراز صاحب محض سینہ زوری سے بغیر کسی دلیل کے اس کو ماننے پر تیار نہیں۔ ان کے نزدیک وہ تمام وہی تھے جس کی مثل گزر چکی کہ کبھی علامہ شامی کو دہی کہتے ہیں دیکھئے باب جنت اور کبھی ملا علی قاریؒ کو دہی کہتے ہیں۔ تو ان کے نزدیک تمام آئمہ سلف تو دہی ہو گئے اور یہ جناب آج چودھویں صدی کی پیداوا ہیں ان کو عقل ان سے زیادہ ہے قول رسول ﷺ کو یہ اچھی طرح سمجھتے ہیں بخلاف جمہور کے۔ لعنت ہے ایسی عقل پر اور تف ہے ایسی ضد پر جو اپنے مشائخ امت کی بات بھی نہیں مانتی۔ جس کا صاف مطلب یہ ہے کہ مولوی صاحب کے نزدیک مشائخ امت نے قرآن وحدیث غلط سمجھا ہے جمعی تو ان کو دہی بتا رہے ہیں۔ معلو اللہ۔ مولوی سرفراز مومنا تفسیر روح البیان پر بھی اعتراض کرتے ہیں دیکھئے راہ سنت ص 123 پر لکھتے ہیں۔ کہ صاحب تفسیر روح البیان کا قول سرے سے قاتل التفات نہیں اور یہ تو صوفی مزاج منفر ہیں جنہوں نے رطب دیا بس اپنی تفسیر میں جمع کر دیا ہے میں پوچھتا ہوں کہ سرفراز صاحب تمہارے نزدیک معتبر کون ہے؟ نہ علای شامیؒ نہ علامہ غلویؒ نہ ملا علی قاریؒ وغیرہ تو نور کون ہے جو معتبر ہے۔ دراصل بات یہ ہے کہ آپ کا مذہب ہی ایسا ہے جس کی کوئی بھی تائید نہیں کرتا اور آپ ایک قلم تمام آئمہ کرام کے اقوال کو باطل اور مردود کہتے ہیں۔ کیا وجہ ہے کہ آپ صاحب تفسیر روح البیان پر اعتراض کرتے ہیں کہ انہوں نے تمہارے نجدی مذہب کے پرچے آڑائے ہیں۔ آئیے قارئین دیکھتے

ہیں کہ ایسی کون سی وجہ ہے کہ سرفراز صاحب تفسیر روح البیان سے چڑتے ہیں۔
صاحب تفسیر روح البیان جلد تین میں لکھتے ہیں۔

فبناء قباب علی قبور العلماء والا ولیاء والصلحاء امر جائز لئلا کان القصد
بذلک التعظیم فی اعین العامة حتی لا یحقرُوا صاحب هذا القبر
ترجمہ :- علماء اولیاء صالحین کی قبروں پر عمارت بنانا جائز کام ہے جب کہ اس سے
مقصود لوگوں کی نگاہوں میں عظمت پیدا کرنا ہو تاکہ لوگ قبر والے کو حقیر نہ جانیں۔

قارئین کرام کو مولوی سرفراز کے صاحب تفسیر روح البیان سے چڑنے کی اصل
وجہ سمجھ میں آگئی ہو مگر اگر کہیں بظاہر بھی انہیں اپنے مذہب کے حق میں کوئی
قول صاحب تفسیر روح البیان کامل جاتا تو پھر یہی امام المفسرین بن جاتے اور یہ بات
کوئی صاحب تفسیر روح البیان نے نئی نہیں کی بلکہ فقہاء احناف بھی اسے مانتے ہیں جس
کی تصریح مکرر چکی ہے اس کے بعد تو صاحب تفسیر روح البیان نے مکمل ہی کر دیا۔
سورۃ فتح زیر آیت اذیبا یعونک نحت الشجر کے تحت فرماتے ہیں کہ بعض مفسرین
لوگ کہتے ہیں چونکہ آج کل لوگ اولیاء اللہ کی قبروں کی تعظیم کرتے ہیں۔ لہذا ہم
ان قبروں کو گرائیں گے تاکہ یہ لوگ دیکھ لیں کہ اولیاء اللہ میں طاقت نہیں ہے ورنہ
اپنی قبروں کو پچا لیتے فرماتے ہیں۔

فاعلم ان هذا الضیع کفر صراح خوذ من قول فرعون ذرونی اقتل
موسى وليدع ربه الخ

ترجمہ :- تو جان لے کہ یہ کام خالص کفر ہے۔ فرعون کے اس قول سے ماخوذ ہے کہ
چھوڑ دو مجھ کو میں موسیٰ کو قتل کر دوں وہ اپنے خدا کو بلا لے اب مولوی سرفراز اور ان
جماعت کانوں میں روٹی کیوں نہ دے لے۔ آخر ایسے حوالہ جات ان میں سینے کی طاقت
ہے ہی کہیں پھر سرفراز کا لکھنا کہ یہ صوفی مزاج مفسر کی تفسیر ہے۔ تو میں پوچھتا ہوں کیا
صوفی ہونا گنہ ہے۔ کیا صوفی بغیر علم ہی بن جاتا ہے کیا صاحب تفسیر روح البیان نے
بغیر علم کے تفسیر لکھ دی۔ مشعل است پر طعن کرنا تمہیں اور تمہاری جماعت کو مبارک
ہو ہم تو ان کے نقش قدم پر چلیں گے کیونکہ ان کا راستہ وہی ہے جو کہ حضور ﷺ
نے بتایا ہے۔ آپ اپنی مرضی سے اپنا الگ راستہ بنالیں۔ وہ تمہیں مبارک۔ خود آپ

کی جماعت کے پیشہ ور مناظر مولوی منظور نے اس بات کو مانا ہے کہ علماء دیوبند کا
مسک سلف و صالحین کے خلاف ہے۔ لکھتے ہیں۔ حضرت علمائے فرنگی محل لکھنؤ حضرت
مولانا عین القضاۃ صاحب رحمہ اللہ۔ حضرت مولانا معین صاحب اجیری رحمہ اللہ حضرت مولانا
سجاد صاحب بہاری مرحوم جیسے بہت سے علمائے کرام اور علمی سلسلوں اور خاندانوں کا
نام لیا جاسکتا ہے۔ ان حضرات کا مسک حضرات علمائے دیوبند سے مختلف تھا۔ فیصلہ
کن مناظرہ۔ صاف معلوم ہوا کہ کہ دیوبندیوں کا مسک سلف و صالحین کے مسک کے
خلاف ہے اور اہل سنت والجماعت طبقہ بریلی حق پر ہیں۔

گنبد خضرآء

علماء اہل سنت والجماعت یہ دلیل گنبد وغیرہ کے جواز میں پیش کرتے ہیں کہ حضور
علیہ السلام کو حضرت عائشہ کے حجرہ میں دفن کیا گیا اور کسی صحابی نے انکار نہ کیا اس
سے ثابت ہوا کہ قبور اولیاء پر تہ و گنبد وغیرہ بنانا جائز ہے۔ مولوی سرفراز صاحب
اس کے جواب میں موطا امام مالک اور شاکل کے حوالہ سے لکھتے ہیں کہ (صرف ترجمہ
نقل ہے)

”بعض لوگوں نے کہا کہ آپ کو منبر کے پاس دفن کیا جائے اور بعض دوسروں نے کہا
آپ کو جنت البقیع کے قبرستان میں دفن کیا جائے اتنے میں حضرت ابو بکر تشریف لائے
اور انہوں نے فرمایا میں نے نبی ﷺ سے سنا ہے نبی صرف اسی جگہ دفن کیا جاتا ہے
جس میں ان کی وفات ہوتی ہے سو اسی جگہ آپ کی قبر کھودی گئی۔“ بلغہ

اس کے بعد لکھتے ہیں کہ لہذا اس حدیث کی رو سے آپ کو وہیں دفن کیا گیا باقی حضرت
ابوبکر اور حضرت عمر کو بالبقیع وہیں دفن ہونے کا شرف حاصل ہوا۔ اگر وہ کہیں اور
دفن ہوتے تو صحابہ ہرگز ان کی قبور پر عمارت تعمیر نہ کرتے۔ کیونکہ ہزاروں صحابہ کرام
نے وفات پائی مگر کسی کی قبر پر عمارت نہ تعمیر ہوئی صدیوں بعد ترکوں نے یہ فعل کیا۔
پھر ایک الناک واقعہ پیش آیا جس کے تحت سلطان نور الدین زنگی نے آنحضرت ﷺ
کی قبر مبارک کے ارد گرد نماز گہری دیوار میں سیسہ اور راتک گلا کر اس کو بھر
دیا۔ سلطان قلاؤن صالحی نے یہ گنبد سبز بنوایا جو اب تک موجود ہے۔ اس لیے تمام

توں قبروں کی عمارت کو آنحضرت ﷺ کے روضہ مبارک پر قیاس کرنا درست نہیں ہے۔ مصلحہ راہ سنت ص 181/182

الجواب :- مجھے سمجھ نہیں آئی کہ جیسی چوڑی عبارت لکھ کر مولوی سرفراز نے کون سا قلعہ فتح کر لیا ہے کیونکہ حوالہ میں تصریح ہے کہ نبی کو انی جگہ دفن کیا جاتا ہے جہاں ان کی وفات ہو۔ اس میں جگہ کی تخصیص ہے نہ کہ یہ بھی ہے کہ عمارت اگر ہو تو اسے بھی ویسے کا ویسا ہی رہنا چاہیے۔ اس لیے اگر قبر خاص پر عمارت ممنوع ہوتی تو صحابہ کرام حجرہ کو گرا دیتے اور جہاں نبی کریم ﷺ فوت ہوئے تھے وہیں دفن فرما دیتے اور ہمارا یہی اعتراض ہے کہ صحابہ کرام نے اس حجرہ پر کوئی اعتراض نہ کیا اس لیے قور خاص پر عمارت بنانا ثابت ہے۔ اعتراض کو آپ چھوٹے بھی نہیں اور ادھر ادھر کی ہانک کر حواریوں میں یوں اڑتے ہیں جیسے پتہ نہیں کیا کر دیا ہوا۔ اور اس کا تو آپ کو بھی اقرار ہے کہ پانچویں صدی میں سلطان نور الدین نے خاص مقصد کے تحت ارد گرد دیوار بنائی اور چھٹی صدی میں سلطان قلاؤن صالحی نے یہ گنبد سبز بنایا۔ تو اس گنبد پر جب کسی نے اعتراض نہ کیا تو اس سے ثابت ہوا کہ قبور اولیاء پر یہی کام کرنا جائز ہے اور وہ بھی خاص مقصد کے تحت جیسا کہ ائمہ کرام کی تصریحات گزر چکی ہیں کیونکہ گنبد سبز حضور علیہ السلام کے پانچ چھ سو سال بعد بنا تھا اور یہ گنبد عمارت خاص حضور ﷺ سے خاص نہیں کہ حضرت ابوبکرؓ حضرت عمرؓ بھی اسی میں دفن ہیں اور حضرت عیسیٰؑ بھی یہیں دفن ہوں گے لیکن کسی کی قبر پر قبہ یا عمارت نہ بنائی گئی اس لیے اگر حضرت صدیقؓ و حضرت فاروقؓ کو کہیں اور دفن کیا جاتا تو ہرگز عمارت یا قبہ نہ بنایا جاتا۔ میں کہتا ہوں پیچھے صراحتاً "گزر چکا ہے کہ صحابہ کرام کی قبور پر قبہ وغیرہ بنائے گئے۔ منقطعے شرح موطا امام مالک میں ہے (صرف ترجمہ نقل ہے) حضرت عمرؓ نے زینت جنت بخش کی قبر پر قبہ بنایا یا حضرت عائشہؓ نے اپنے بھائی عبدالرحمنؓ کی قبر پر قبہ بنایا۔ محمد بن حنفیہ ابن حضرت علیؓ نے حضرت عباسؓ کی قبر پر قبہ بنایا الخ۔ ازجاء الحق ص

لواب تو ثابت ہو گیا کہ قبہ بنانا جائز ہے اور قارئین کرام سے مخفی نہیں اس روایت کا جواب مولوی سرفراز کے پاس نہیں ہے۔

ایک شبہ کا ازالہ :- مولوی سرفراز صاحب باب جنت ص 33 پر لکھتے ہیں کہ راہ سنت پر یہ با حوالہ بحث موجود ہے کہ عام قیوں اور گنبدوں پر آنحضرت ﷺ کے گنبد خضراء کا قیاس کر کے ڈھانا درست نہیں اس کی ضروری تشریح راہ سنت میں مذکور ہے لیکن مفتی صاحب لکھتے ہیں کہ مولوی سرفراز کے فتویٰ کا نتیجہ ہے کہ روضہ رسول ڈھانا رونا واجب ہے کہ یہ بھی قبر پر قبہ ہے۔ اس کے بعد لکھتے ہیں کہ مفتی صاحب کا یہ الزام ہے مصلحہ

الجواب :- سرفراز صاحب آپ نے جو تشریح مرقوم کی ہے اس کی خامیاں تو آپ پر واضح ہ چکی ہوں گی مفتی صاحب کا یہ کہنا بالکل ٹھیک ہے کہ اس فتویٰ کا یہ نتیجہ ہے کہ روضہ رسول ﷺ کا ڈھانا درست ہے کیونکہ یہ بھی قبر پر قبہ ہے کیونکہ آپ کی جماعت کی کتاب میں یہ مسئلہ مذکور ہے۔ چنانچہ مفتی عزیز الرحمن مفتی دارالعلوم دیوبند سے سوال کیا گیا۔ سوال یہ ہے۔

سوال :- بعض تمثیلاً "کہتے ہیں کہ جناب رسول اللہ ﷺ اور حضرت امام حسین علیہ السلام اور مجدد الف ثانیؑ وغیرہ کے روضے پختہ بنے ہوئے ہیں یہ کیسے درست اور جائز ہے بالشریح و تفصیل جواب تحریر فرمائیے۔ دیکھئے اس کا جواب کیا ملتا ہے۔

الجواب :- قبور پر گنبد اور فرش پختہ بنانا ناجائز اور حرام ہے بنانے والے جو اس فعل سے راضی ہوں گناہ گار ہیں الخ۔ بندہ عزیز الرحمن مفتی دارالعلوم دیوبند (فتاویٰ دیوبندی جلد اول ص 14 سطر 5) ماخوذ از رسالہ دیوبندی مذہب۔ سرفراز صاحب اب آپ ہی بتائیں مفتی صاحب ٹھیک کہہ رہے ہیں کہ نہیں۔ آپ میں سے اور مفتی دیوبند میں سے کون سا سچا ہے۔

مرید سلوہ تو رو کے ہو گیا تاب

خدا کرے کہ طے شیخ کو بھی یہ توفیق

بحث قبروں پر چراغ روشن کرنا

اس بحث کو شروع کرنے سے پہلے قارئین کرام کو مسلک اہل سنت والجماعت طبقہ بریلوی سمجھ لینا چاہیے تاکہ مسلک المصوب سمجھنے میں آسانی ہو اور یہ واضح ہو جائے کہ مسلک صالحین کے حق میں کون سی جماعت ہے اور سلف صالحین کے خلاف کون سی جماعت ہے اہل سنت والجماعت کہتے ہیں۔

1- قبروں پر چراغ جلانا مطلقاً ممنوع و ناجائز نہیں۔ ممنوع تو جب ہے کہ قبور عوام پر بے غرض و بے فائدہ روشنی کی جائے۔

2- یا قبروں پر جلانے سے تعظیم قبور یا زینت قبور مقصود ہو۔

3- اگر کسی مصلحت اور فائدے کے لیے ہو تو جائز مستحسن ہے مثلاً قبرستان میں کوئی مسجد ہو یا مسجد میں قبریں ہوں کہ نمازیوں کو آرام اور مسجد بھی روشن اور قبروں پر بھی اجالا یا قبریں سر راہ ہوں کہ چراغ جلانے سے روشنی کرنے سے راہ گیروں کو بھی نفع اور اموات کو بھی فائدہ کہ مسلمان قبریں دیکھ کر سلام کریں گے فاتحہ پڑھیں گے یا قبرستان میں کوئی رہتا ہو۔ بیضا ہو۔ زیارت قبور و ایصال ثواب کے لیے آیا ہو روشنی سے آرام پائے گا۔ قرآن عظیم دیکھ کر پڑھے سکے گا۔ یا قبرستان میں کسی ولی اللہ یا محققین میں سے کسی کا مزار ہو اور اس کے پاس روشنی ہو تاکہ لوگ کسی ولی اللہ کا مزار جان کر اس کی عزت کریں اس کے پاس آکر اللہ سے دعا کریں اس سے حرم حاصل کریں۔ اس کے پاس کوئی بے ادبی و گستاخی نہ کریں کہ اولیاء کرام کے دربار میں بے ادبی نہ کریں کہ اولیائے کرام کے دربار میں بے ادبی گستاخی نہایت شنیع گناہ ہے۔ از اصلاح ہشتی زیور مصنف مولوی حشمت علی بریلوی۔

قارئین کرام یہ ہے ہمارا دعویٰ اور یہی سلف و صالحین کا مسلک ہے۔ انشاء اللہ تعالیٰ ثبوت پیش کیا جائے گا۔ سب سے پہلے ایک اعتراض جو عموماً پیش کیا جاتا ہے اس کا

جواب کتاب جامع الحق سے دیا جائے گا پھر اس پر جو اعتراضات وارد ہوئے ان کی خامیاں بتائی جائیں گی انشاء اللہ۔ مولوی سرفراز صاحب راہ سنت ص 182 پر لکھتے ہیں کہ قبور پر چراغ و قندیل اور موم عقی جلانے کی شریعت اسلامی میں کوئی اصل نہیں ہے اور شریعت حقہ اس قبیح حرکت سے نہایت ہی سخت ہزار ہے چنانچہ حضرت عبد اللہ بن عباسؓ آنحضرت ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ (صرف ترجمہ نقل ہے اور یہ ترجمہ مولوی سرفراز کا ہی ہے) آنحضرت ﷺ نے قبروں کو زیارت کرنے والی عورتوں پر اور قبروں کو سجدہ گاہ بنانے والوں پر اور ان پر چراغ روشن کرنے والوں پر لعنت فرمائی ہے۔ بخلف

الجواب :- مفتی احمد یار خان صاحب گجراتی مدظلہ اس کے جواب میں فرماتے ہیں کہ اس حدیث میں جو قبر پر چراغ جلانے کی ممانعت ہے وہ اسی کی ہے جو بے فائدہ ہو چنانچہ حاشیہ مشکوٰۃ میں اسی حدیث کے ماتحت ہے۔

والنہی عن اتخاذ السرج لمافیہ من تضييع المال

ترجمہ :- قبروں پر چراغ جلانے سے اس لیے ممانعت ہے کہ اس میں مال برباد کرنا ہے۔ اسی طرح مرقات شرح مشکوٰۃ وغیرہ نے تصریح فرمائی۔ حدیثہ ندیہ شرح طریقہ محمدیہ جلد دوم صفحہ 429 مصری میں اس حدیث کو ذکر کر کے فرماتے ہیں۔ ای الذین یوقنون السرج علی قبور عبثاً من غیر فائدہ۔

ترجمہ :- ان لوگوں پر لعنت فرمائی جو کہ قبروں پر بے فائدہ عبث چراغ جلاتے ہیں مشکوٰۃ باب الدفن میں ہے۔

ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم دخل لیلاً فاسرج له یسراج ترجمہ :- نبی کریم ایک شب دفن میت کے لیے قبر میں تشریف لے گئے تو آپ کے لیے چراغ جلایا گیا۔ دوم یہ کہ حدیث میں ہے والمنخذین علیہا المسجد والسرج حضور علیہ السلام نے ان پر لعنت فرمائی جو قبروں پر مسجد بنائیں اور چراغ جلائیں ملا علی قاری اور شیخ عبدالحق محدث دہلوی و دیگر شارحین اسی حدیث کی شرح میں فرماتے ہیں۔ کہ خود قبر پر مسجد بنانا کہ قبر کی طرف سجدہ ہو یا قبریں فرش مسجد میں آجائے یہ منع ہے لیکن اگر قبر کے پاس مسجد ہو برکت کے لیے تو جائز ہے یعنی اس جگہ انہوں نے علی

کو اپنے حقیقی معنی پر رکھا جس سے لازم آیا کہ خود تعویذ قبر پر چراغ جلائے منع ہے۔ لیکن اگر قبر کے ارد گرد ہو تو وہ قبر نہیں۔ لہذا جائز ہے۔ جیسے ہم گنبد کی بحث میں لکھ چکے ہیں۔ نیز حدیث ندیہ میں علامہ ہائلی اس حدیث کی شرح میں لکھتے ہیں۔ المتخذین علیہا علی القبور یعنی فوقہا۔ یعنی خاص قبروں کے اوپر اور وجہ اسی کی یہ ہے کہ چراغ آگ ہے اور آگ کا قبر پر رکھنا برا ہے اس لیے خاص قبر میں لکڑی کو تختہ لگانے کو فقہاء منع فرماتے ہیں کہ اس میں آگ کا اثر ہے۔ لیکن اگر لکڑی قبر کے پاس پڑی ہو وہ منع نہیں تو چراغ کی ممانعت آگ ہونے کی وجہ سے ہے نہ کہ تعظیم قبر کے لیے۔ نیز یہی ایک ہی علی ہے اور ذکر مسجد کا اور چراغ کا۔ مسجد کے لیے تو آپ علی کے حقیقی معنی مراد لیں یعنی خاص قبر کے اوپر اور چراغ کے لیے مجازی یعنی قبر کے قریب۔ تو حقیقت اور مجاز کا اختراع لازم ہو گا اور یہ منع ہے۔ لہذا دونوں جگہ حقیقی معنی مراد ہیں مرقاۃ میں علامہ علی قاری اس حدیث کے تحت فرماتے ہیں۔

فیہ علیہا یفید وان اخذ المسجد بجنبہا لا یاس بہ

ترجمہ: اوپر کی قید لگائی جس سے معلوم ہوا کہ قبر کے برابر مسجد بنانے میں حرج نہیں۔

لفظ علی سے ثابت کیا کہ قبر کے برابر مسجد جائز۔ اسی طرح لفظ علی سے یہ بھی نکلا کہ قبر کے برابر چراغ جائز۔ نیز یہ کہ ہم گنبد کی بحث میں شامی اور دیگر کتب کے حوالہ سے لکھ چکے ہیں کہ بہت سی باتیں زمانہ صحابہ کرام میں منع نہیں مگر اب مستحب روح البیان پارہ 10 سورہ قوبہ زیر آیت۔ انما یعمر مساجد اللہ من امن باللہ ہے (صرف ترجمہ نقل ہے۔ یعنی احیاء العلوم میں امام غزالی نے فرمایا کہ اس زمانہ کے امت سے مستحبت صحابہ کرام کے زمانہ میں۔ نا جائز تھے مکھوۃ کتاب اللامارۃ باب ما علی ولایۃ میں ہے کہ حضرت عمرؓ نے حکم دیا تھا کہ کوئی مسلمان حاکم فخر پر سوار نہ ہو اور چپاتی روٹی نہ کھائے اور باریک کپڑا نہ پہنے اور دروازہ کو اہل حاجت سے بند نہ کرے۔ فرماتے تھے۔ (صرف ترجمہ نقل ہے) اگر تم نے ان میں سے کچھ بھی کیا تو تم کو زاری جلوے گی اسی مکھوۃ باب المساجد میں ہے۔ ما امرت بتشیید المساجد۔

مجھ کو مسجدیں اونچی بنانے کا حکم نہ دیا گیا اس کے حاشیہ میں ہے۔ لی با علاء بلاء ہاوتز ینہا یعنی مسجدیں اونچی بنانے اور ان کو آراستہ کرنے کا حکم نہیں اسی مکھوۃ میں ہے صرف ترجمہ نقل ہے عورتوں کو مسجد سے نہ روکو قرآن میں زکوۃ کے مصرف آئندہ میں ہیں یعنی مولفہ القلوب بھی زکوۃ کا مصرف ہے لیکن حمد فاروقی سے صرف سات مصرف رہ گئے۔ مولفہ القلوب کو علیحدہ کر دیا گیا (دیکھو ہدایہ وغیرہ) کہنے اب بھی ان پر عمل ہے؟ اب حکام اگر معمولی حالت میں رہیں۔ ان کا رعایا پر رعب نہیں ہو سکا اگر کفار کے مکانات اور مندر اونچے ہوں مگر اللہ کا گھر مسجد نیچی اور سچی اور معمولی ہو تو اس میں اسلام کی توہین ہے۔ اگر عورتیں مسجد میں جلیوس تو صدمہ خطرات ہیں۔ کسی کافر کو زکوۃ دینا جائز نہیں یہ احکام کیوں بدلے؟ اس لیے کہ ان کی ملتیں بدل گئیں۔ اس وقت بغیر ظاہری زیب و زینت کے مسلمانوں کے دلوں میں اولیاء اللہ اور مقابر کی عزت و حرمت تھی۔ لہذا زندگی موت ہر کام میں سلوکی تھی اب دنیا کی آنکھیں ظاہری ٹیپ ٹیپ دیکھتی ہیں۔ لہذا اس کو جائز قرار دیا گیا۔ چنانچہ پہلے حکم تھا کہ مزارات پر روشنی نہ کد اب جائز قرار پایا۔ تفسیر روح البیان میں زیر آیت انما۔ حرم مساجد اللہ ہے کہ حضرت سلیمان علیہ السلام نے بیت المقدس کے مینارہ پر ایسی روشنی کی تھی کہ بارہ میل مربع میں عورتیں اس کی روشنی میں چرخہ کا تھیں اور بہت ہی سونے چاندی سے اسے آراستہ کیا تھا۔ ازجاء الحق ص 303 305

تحریر حذا پر اعتراضات کا جواب

اعتراض نمبر 1:- مولوی سرفراز صاحب راہ سنت ص 182 پر لکھتے ہیں ظاہر ہے جس کام پر سردار دو جہاں علیؓ نے لعنت کی ہو وہ کسی وقت بھی مستحب نہیں ہو سکتا۔ نہ اس کے اندر کوئی فائدہ اور خوبی ہو سکتی ہے اور نہ ضرورت اور غیر ضرورت کا مصنوعی پیوند لگ سکتا ہے۔ یہ الگ بات ہے کہ مفتی احمد یار خان صاحب یا کوئی اور بدعت پسند اس میں خاندہ ساز فائدہ اور منافع دیکھتا شروع کر دے حصد

الجواب :- سرفراز صاحب ذرا ایمانداری سے بتائیں کیا یہ جواب ان دلائل حوالہ جات کا ہے جو مفتی صاحب نے پیش کئے ہیں میں پہلے بھی عرض کر چکا ہوں کیا حدیث

کو تم اپنی عقل سے سمجھتا چاہتے ہو یا شارحین حدیث کی مدد سے۔ اگر اپنی عقل سے سمجھتا چاہتے ہو تو تمہیں یہ عقیدہ ہو کہ سلف و صالحین کے خلاف ہے مبارک ہو اگر شارحین حدیث کے اقوال کی مدد سے سمجھتا چاہتے ہو تو آئیے سمجھئے۔

اثر کرے نہ کرے سن تو لے میری فریاد

نہیں ہے دار کا طالب یہ بندہ آزاد

کیا جاء الحق میں آپ کو علامہ ہابلی کی یہ تشریح نکلی نظر نہ آئی تھی کہ علامہ ہابلی اس حدیث کی شرح میں فرماتے ہیں۔

ای الذین یوقنون السرج علیہ القبور عیثا من غیر دلائلہ

ترجمہ :- ان لوگوں پر لعنت فرمائی جو کہ قبروں پر بے فائدہ عیث چراغ جلاتے ہیں سرفراز صاحب پتہ چلا کہ نہیں کہ آپ کی پیش کردہ حدیث میں جن چراغ جلاتے والوں پر لعنت فرمائی وہ وہ لوگ ہیں جو کہ بے فائدہ و عیث چراغ جلاتے ہیں۔ دیکھو شارحین حدیث کیا کہہ رہے ہیں اور تم کدھر جا رہے ہو اس کے بعد علامہ ممدوح کی مزید تشریح بھی سن لیجئے ص 429 حلیقہ ندیہ میں فرماتے ہیں۔

اخراج الشموع الی القبور بدعة واتلاف مال کذا فی البیرونیہ و هذا کله لاذخلاق عن فائدة واما لانا کان موضع القبور مسجد لوعلیہ طریق لوکان هناك احد جالسا لوکان قبرولی من الاولیاء لوعالم من المحققین تعظیما لدوحه اعلام الناس انه ولی ینترکوبه ویدعوالله تعالیٰ عنده فیستحاب لهم فهو الامر جائز۔ از جاء الحق ص 300

ترجمہ :- قبروں پر چراغ لے جانا بدعت اور مال کا ضائع کرنا جب ہے جب کہ بے فائدہ ہو اسی طرح بزازیہ میں ہے اور اگر قبر کی جگہ مسجد ہو یا قبر راستہ پر ہو یا وہیں کوئی بیٹھا ہو یا کسی دلی اللہ یا کسی محقق عالم کی قبر ہو تو ان کی روح کی تقسیم کے لیے اور لوگوں بتانے کے لیے کہ یہ دلی کی قبر ہے تاکہ لوگ اس سے برکت حاصل کریں اور وہیں اللہ سے دعائیں کریں تو چراغ جلاتا جائز ہے اب کوئی پوچھنے والا ہو تو اس نجدی زادہ سے پوچھئے کہ صرف تو ہی حدیث کو سمجھا ہے۔ کیا ملا علی قاریؒ اور علامہ

ہابلی نے بدعت کو رائج کیا ہے۔ اگر یہ حضرات بدعتی تھے تو آپ کے ساتھ کون رہ گیا مفتی صاحب مدظلہ کوئی گھر سے فائدہ بے فائدہ کی قید نہیں لگا رہے بلکہ سلف و صالحین نے یہ قید لگائی ہے اور تم کتنی بے شرمی بے لوگوں کے دلوں میں ڈال رہے ہو کہ مفتی صاحب ایسا فرما رہے ہیں۔ اب مولوی سرفراز کو سمجھ آگئی ہوگی ہو کہ ضرورت و غیر ضرورت کا پیوند علامہ ہابلی نے لگایا ہے نہ کہ مفتی صاحب مدظلہ نے۔ مفتی صاحب تو محض ناقل ہیں آپ کا اصل اعتراض سلف و صالحین پر ہے نہ کہ مفتی صاحب پر ہے اور قارئین کرام بھی اسے اچھی طرح جان چکے ہوں گے اب مزے دار بات تو جب ہے کہ خود مولوی سرفراز کی ایسی تحریر پیش کر دی جائے جس میں وہ خود ضرورت و غیر ضرورت کے پیوند کو مانتے ہیں۔ تو قارئین کرام سمجھئے۔

مدنی لاکھ پہ بھاری ہے گواہی تیری

صاحبزادہ مفتی افتخار احمد صاحب نے مولوی سرفراز سے یہ پوچھا تھا کہ نجدی حکومت جو آج روضہ اقدس پر نہایت شاندار روشنی کرتی ہے کیا وہ مشرک مرتد ہیں □ تو جناب سرفراز صاحب اس کے جواب میں باب جنت ص 253 پر فرماتے ہیں۔

وہا روضہ اللہ :- روشنی کرنا تو ہم بعض مجبوریوں کی وجہ سے ابھی تک نج اور روضہ اقدس کی حاضری کے لیے ترس رہے ہیں اللہ تعالیٰ محض اپنے فضل و کرم سے ہمیں بھی وہیں لے جائے۔ یہ شاندار روشنی اگر تو مسجد نبویؐ میں نمازیوں کی ضرورت کے لیے ہے تو درست ہے یا رات کو روضہ اقدس پر حاضر ہو کر سلام کرنے والوں کی ضرورت کے لیے ہے تب بھی درست ہے الخ۔

کفر لوٹا خدا خدا کر کے

اب مولوی سرفراز صاحب ہی بتائیں کہ جب آپ کے نزدیک علماء اہل سنت و سلف و صالحین ضرورت و غیر ضرورت کا سوال اٹھاتے ہیں تو آپ فوراً "پکار اٹھتے ہیں کہ" ظاہر ہے جس کام پر سردار دو جہل تکلم نے لعنت کی ہو وہ کسی وقت اور کسی حیثیت سے جائز اور مستحب نہیں ہو سکتا اور نہ اس کے اندر کوئی فائدہ اور خوبی ہو سکتی ہے اور نہ ضرورت و غیر ضرورت کے معنوی پیوند لگ سکتے ہیں الخ راہ سنت ص 182

لیکن اب خودی ضرورت غیر ضرورت کا بیوند لگایا۔ اپنی دونوں عبارتوں کو دیکھو کہ کتنا زمین و آسمان کا فرق ہے خیر آپ مان تو گئے کہ ضرورت کے وقت روشنی کرنا جائز ہے اور راہ سنت کے اسی صلہ پر آپ کو اپنی عبارت یاد ہو گی کہ لکھا ہے یہ الگ بات ہے کہ مفتی احمد یار خان صاحب یا کوئی اور بدعت پسند اس میں غائبانہ ساز فائدہ اور منافع بتانا شروع کر دے بلکہ اب سرفراز صاحب خود ہی بتائیں کہ بقول خود بدعت پسند ہوئے کہ نہیں بقول شاعر

وہ منزل میں سب گم ہیں مگر افسوس تو یہ ہے
امیر کارواں بھی ہیں انہیں گم کردہ راہوں میں

بحر حل جو نتیجہ اس سے ثابت ہوا وہ ایک حق کی تلاش کرنے والے کے لیے سمجھا مشکل نہیں۔ ورنہ ضد کا تو کوئی علاج نہیں ہے۔ علماء اہل سنت والجماعت کہتے ہیں کہ قبروں پر بے فائدہ و عبث چراغ جلاتا ناجائز و ممنوع ہے کسی ضرورت وغیرہ کے لیے جائز ہے اور اسکی متعدد صورتیں بحوالہ علامہ باپسی مکرر چکی ہیں۔

مولوی سرفراز کہتا ہے اگر قبر پر نمازیوں کی ضرورت کے لیے روشنی کی جائے یا زیارت کرنے والوں کی ضرورت کے لیے کی جائے تو جائز و درست ہے ورنہ نہیں۔
مصلحہ حوالہ مذکورہ

اب فیصلہ کارئین کے ہاتھ ہے کہ سمجھ لیں کہ کون سا مکتب فکر حق پر ہے اور کون ہوائے نفسانی کے ہاتھوں تباہی کے گڑھے میں گر رہا ہے۔ بحر حل یہ ثابت ہو گیا کہ جس قبور پر روشنی کرنا منع ہے وہیں بے فائدہ و عبث روشنی کرنے کے بارے میں حکم ہے اور جس اس کو جائز لکھا ہے وہیں کسی خاص غرض اور فائدے کے بارے میں حکم ہے اور اس سے مولانا سرفراز صاحب کو بھی مجھ سے اتفاق ہے یہ اور بات ہے کہ اپنی ورنہ میں پائی ہوئی ضد پر قائم رہیں۔

اعتراض نمبر 2۔ مولوی سرفراز صاحب راہ سنت ص 184 پر لکھتے ہیں کہ اگر اولیاء کرام کی تعظیم و توقیر آنحضرت ﷺ کی حدیث کی خلاف ورزی سے ہوتی ہے اور اگر ان کی محبت لعنت کا کام کرنے سے ہوتی ہے تو ہم بیانگ دہل کہتے ہیں کہ یہ تعظیم

مفتی احمد یار خان صاحب اور ان کے ساتھیوں کے ہی نصیب ہو۔ ہمارے نزدیک خدا تعالیٰ اور اس کے رسول برحق ﷺ کے آگے سر تسلیم خم کرنے سے ہی اولیاء کرام بزرگن دین کی تعظیم ہوتی ہے بلکہ۔

الجواب :- سرفراز صاحب یہ عبارت ایک غلطی کا نتیجہ ہے اور وہ دور ہو چکی ہے اور خود آپ نے مانا ہے اس لیے اس عبارت کی حقیقت کچھ بھی نہیں رہتی۔ لیکن بحث کو مکمل کرنے کے لیے اس کا جواب لکھتا ہوں۔ سرفراز صاحب آپ کو مشکوٰۃ شریف کی وہ روایت تو یاد ہو گئی کہ آنحضرت ﷺ ایک رات قبرستان میں میت کے ساتھ گئے جب آپ قبر میں گئے تو آپ کے لیے چراغ روشن کیا گیا۔ آپ کی حدیث کی یہ حدیث تفسیر ہو گئی۔ آپ کی پیش کردہ عبارت کا جواب یہ ہے۔

اگر حضور ﷺ کی تعظیم و توقیر اولیاء عظام کی دہی اور بدعتی ثابت کرنے سے ہوتی ہے۔ اور اگر آپ ﷺ کی محبت آپ کی طرف غلط بات منسوب کرنے سے ہوتی ہے جسے تمام علماء امت غلط کہتے ہوں تو ہم بیانگ دہل کہتے ہیں کہ ایسی تعظیم مولوی سرفراز اور اس کے نجدی کنبے کو مبارک ہو ہمارے نزدیک علماء امت کی بات قابل قبول ہے کیونکہ اگر وہ ہی بدعتی ہو گئے تو دین تو بدعتوں کی وجہ سے پھیلا اگر ہم ان کی تعظیم کریں گے تو یہی تعظیم رسول ﷺ کی۔

اتنی بھی کوشش نہ کر میری اسیری کے لیے
تو کہیں میرا گرفتار نہ سمجھا جائے

اعتراض نمبر 3۔ مولوی سرفراز راہ سنت ص 183 پر لکھتے ہیں کہ پھر یہ کہنا کے علی کے معنی اوپر کے ہیں لہذا قبر کے اوپر چراغ چلانا درست نہیں اگر پاس ہو تو جائز ہے۔ یہ بھی نری جملات ہے۔ علی کے معنی میں یہ دونوں مفہوم داخل ہیں لو کہ الذی مر علی قبریہ کا معنی کیا مفتی احمد یار خان صاحب یہ کریں گے کہ حضرت عمر علیہ الصلوٰۃ والسلام اس بہتی میں لوگوں کے مکانوں کی چھتوں پر چڑھتے ہوئے گزرے تھے حدیث معراج میں آتا ہے کہ آنحضرت ﷺ نے ارشاد فرمایا فصررت علی موسیٰ میرا گزر حضرت موسیٰ پر ہوا۔ الغرض لفظ علی ارد گرد اور اس پاس کو بھی شامل

اس کے بعد ایک دو حوالہ جات اس کی تائید میں ہے کہ علی کے معنی ارد گرد وغیرہ ہیں۔

الجواب :- مولوی سرفراز کا یہ اعتراض محض جہالت ہے۔ یا صرف ضد کا نتیجہ ہے۔ علی کے معنی جو آپ نے لکھے کہ ارد گرد ہے تو اس سے کون انکار کرتا ہے لیکن یہ معنی مجازی ہیں اور اعلیٰ کے حقیقی معنی اوپر کے ہی ہیں آپ کو بھی اقرار ہے دیکھئے اعتراض میں آپ لکھتے کہ ”علی کے معنی میں یہ دونوں مفہوم داخل ہیں“ ملاحظہ راہ سنت۔ کیا آپ کسی منفر یا شارح حدیث کا حوالہ دکھا سکتے ہیں کہ آپ کی پیش کردہ حدیث یا آیت کا مطلب بتائے ہوئے علی کا حقیقی معنی مراد لیا ہے؟ حالانکہ مفتی صاحب مدظلہ نے حوالہ جات لکھے ہیں کہ آپ کی پیش کردہ حدیث میں علی کے لفظ کو منسبین نے حقیقی معنوں میں رکھ کر انکار کیا ہے اور مجازی معنی بتا کر اس کی تشریح کر دی۔ مگر آپ کو کیا۔ آپ نے تو اعتراض کرتا ہے۔ سنی مفتی صاحب مدظلہ فرماتے ہیں۔ ”حضور علیہ السلام نے ان لوگوں پر لعنت فرمائی جو قبروں پر مسجدیں بنائیں اور چراغ جلائیں۔ ملا علی قاری اور شیخ عبدالحق محدث دہلوی و دیگر شارحین اس حدیث کی شرح میں فرماتے ہیں کہ خود قبر پر مسجد بنانا کہ قبر کی طرف سجدہ ہو یا قبر فرش مسجد میں آ جائے یہ منع ہے لیکن اگر قبر کے پاس مسجد ہو کر برکت لے لے تو جائز ہے یعنی اس جگہ انہوں علی کو اپنے حقیقی معنی پر رکھا جس سے لازم آیا کہ خود تنوید قبر پر چراغ جلانا منع ہے۔ لیکن اگر قبر کے ارد گرد ہو تو جائز ہے۔ ص 304 اس کے بعد مفتی صاحب نے حدیقہ ندیہ کا حوالہ لکھا ہے کہ علامہ نابلسی فرماتے ہیں کہ المنخذبین علیہا ای علی القبور یعنی فوقہا

یعنی حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے قبروں پر جو چراغ جلائے و مسجد بنائے پر لعنت کی ہے تو اس کا مطلب یہ ہے کہ قبروں کے اوپر چراغ جلائے اور مسجدیں بنائے والوں پر لعنت فرمائی۔ دوسرا حوالہ مفتی صاحب لکھتے ہیں۔ مرقات میں ملا علی قاری اس حدیث کے تحت فرماتے ہیں۔

فید علیہا یغید ان یتخذ المسجد بجنبہا لا باس بہ

ترجمہ :- اوپر کی قید لکھی جس سے معلوم ہوا قبر کے برابر مسجد بنانے میں حرج نہیں

لفظ علی سے ثابت کیا کہ قبر کے برابر مسجد جائز۔ اسی طرح لفظ علی سے قبروں کے برابر چراغ جائز۔ سرفراز صاحب بتائیں آپ کو تو دعویٰ ہے کہ راہ سنت جہا الحق کا جواب ہے۔ مجھے بتائیں ان حوالہ جات کا جواب کہیں اور کس صفحے پر ہے۔ مفتی صاحب مدظلہ علی نے بات بے دلیل تو نہیں کی تھیں۔ شارحین حدیث ہی جب یہ کہتے ہیں کہ یہاں علی اپنے حقیقی معنی پر مستعمل ہے تو آپ کون ہوتے ہیں اس پر اعتراض کرنے والے مگر کیا کریں آخر حواریوں کو بھی تو کوئی جواب دینا ہے۔ آپ کے اعتراض کا مطلب تو یہ ہے۔

کہ جب ملا قاری ”شیخ عبدالحق محدث دہلوی“ نے کہا ہے کہ علی کے معنی ہیں اوپر جائز اور برابر مسجد جائز تو ملا علی قاری ”شیخ محقق اور علامہ نابلسی“ جنہوں نے لفظ فوقہا سے صاف تشریح کر دی ہے کہ علی اپنے حقیقی معنی پر مستعمل ہے تو وہ اس آیت کا معنی اوکا الذی مد علی قرینہ اور اس حدیث کا معنی مررت علی موسیٰ کا معنی کیا کریں گے کیا وہ یہ مطلب کریں گے حضرت عزیر علیہ السلام مکان کی چھتوں پر سے گزرے۔ کتنی بدقولانہ بات ہے کہ شارحین حدیث لاکھ کہتے ہیں کہ یہاں علی کا معنی فوقہا یعنی اوپر ہے لیکن سرفراز صاحب ہیں کہ شارحین حدیث یہ چوٹ کرتے ہیں۔ مگر کیا کریں آخر یہ نہ کریں تو اور کیا کریں آخر شیخ الحدیث دیوبند ہوئے۔ سرفراز صاحب سمجھ آگئی ہو گی کہ آپ کے پیش کردہ اعتراض میں لفظ علی اپنے مجازی معنی میں مستعمل ہے اور اس حدیث میں لفظ علی حقیقی معنی میں مستعمل ہے۔

دنیاۓ اہلسنت کیلئے



تفسیر نعیمی

تخریج و حوالہ جات و یک رنگہ دیدہ زیب ڈیزائن
سے مزین ہو کر اشاعت ہو چکی ہے

حاصل کرنے کے لئے آج ہی رابطہ کریں

۵۔ الحمد مارکیٹ غزنی سٹریٹ
۴۰ اردو بازار۔ لاہور

Ph: 042-7248927

نعیمی کتب خانہ



دنیاۓ اہلسنت کیلئے



جاء الحق

انگلش ترجمہ مع تخریج و حل لغات کے ساتھ
منظر اشاعت پر آ چکی ہے

حاصل کرنے کے لئے آج ہی رابطہ کریں

۵۔ الحمد مارکیٹ غزنی سٹریٹ
۴۰ اردو بازار۔ لاہور

Ph: 042-7248927

نعیمی کتب خانہ



Shan-e-Habib Al-Rahman

(Min Ayat-ul-Quran)

By:

Hazrat Mufti Ahmad Yar Khan Naeemi

English Version:

Sayyid Mazhar Ali Adeeb

(In Printing Proses)



Published by:

Naeemi Kutab Khana

Ghazni Street, 40-Urdu Bazar Lahore

العطاء اللاحم فتاویٰ نعیمیہ

مفتی اعظم پاکستان صاحبزادہ مفتی اقتدار احمد خان نعیمی رحمہ اللہ
کے عصر حاضر میں درپیش پیشمار مسائل پر معرکہ آرا فتوؤں پر
مشتمل فقہ حنفی کا مدلل ترین فتاویٰ تحقیق ایسی جو کہ اسکے غیر میں
کم ملے الحمد للہ ۵ جلد بیروتی باجوڑ ڈیزائن

ناشر: نعیمی کتب خانہ لاہور فون: 724892-042

دنیا ئے اہلسنت
کیلئے



تخریج و حوالہ جات
تصحیح نو اور دیدہ زیب

ڈیزائن سے
مزین ہو کر
حکاء الحقیقہ

اشاعت ہو چکی ہے

حاصل کرنے کے لئے آج ہی رابطہ کریں

نعمی کتب خانہ
۵۔ الحمد مارکیٹ غزنی سٹریٹ
۴۴ اردو بازار لاہور 042-7248927





فائز

نعمی کتب خانہ

5، انیسویں گزٹ، قریب میونسپل کالونی، لاہور۔